دار العلوم کراچی کا ترجمان
ماہنامہ
البلاغ
ماہ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ / فروری ۱۹۹۰ء
بانی
مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ

جلد ۲۴

رجب المرجب ۱۴۱۰ھ / فروری ۱۹۹۰ء

شمارہ ۷

قیمت فی پرچہ چھ روپے

سالانہ ستّر روپے

نگراں :

حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی

مدیر :

محمد تقی عثمانی

ناظم :

شجاعت علی ہاشمی

سالانہ بدل اشتراک :

رونِ ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک ورجسٹری :

یاستہائے متحدہ امریکہ / ۲۸۰ روپے برطانیہ، جنوبی افریقہ، ویسٹ انڈیز، برما، انڈیا، تھائی لینڈ، ہانگ کانگ، نائجیریا

سٹریلیا، نیوزی لینڈ / ۲۳۰ روپے (بنگلہ دیش /۸۰ روپے) سعودی عرب، عرب امارات، مسقط، بحرین، عراق، ایران، مصر، کویت / ۲۰۰ روپے

بشر: محمد تقی عثمانی دارالعلوم کراچی

پرنٹر: مشہور آفسٹ پریس، کراچی

خط وکتابت کا پتہ : ماہنامہ "البلاغ" دارالعلوم کراچی ۱۸۰

فون نمبر : ۳۱۱۲۱۷

ذکر و فکر

معارف و مسائل

مقالات و مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا عزیز الرحمٰن سواتی
استاذ دار العلوم کراچی

حمد و ستائش اُس ذات کیلئے جس نے اس کارخانۂ عالم کو وجود بخشا
اور
درود و سلام اُس کے آخری پیغمبر پر جنہوں نے دُنیا میں حق کا بول بالا کیا

پاکستان کے سیاسی گروہوں میں جو لوگ حزبِ اختلاف میں ہیں ان کی تو زبانوں پر کبھی کبھی اسلام کیلئے کلمۂ خیر جاری ہو جاتا ہے، لیکن برسرِ اقتدار پارٹی کے ذمہ داروں نے ایسا لگتا ہے کہ اس کا خصوصی اہتمام کر رکھا ہے کہ سرکاری سطح سے کوئی بات ایسی نہ نکلنے پائے جس میں اسلام کی قانونی، سیاسی، معاشرتی یا اقتصادی خوبیوں کا ذکر ہو، اس کے برخلاف "ضیاء باقیات" کے پردے میں شریعت اور دین کے خلاف زبان درازی عام ہونے لگی ہے، اور بعض وزراء کے بیانات سے تو احکامِ شریعت کا تمسخر صاف محسوس ہوتا ہے ـــــ عملی طور پر شریعت کی تنفیذ کی سعی کرنا، اسلام کے محاسن کو اُجاگر کرنا اور دین سے وابستگی کو آسان بنانا ایسی باتیں ہیں جو موجودہ حکومت کے دور میں ایسا لگتا ہے جیسے بھولی بسری ہو چکی ہوں۔

تاہم محترم صدر مملکت جب کبھی اپنے خیالات کا اظہار فرماتے ہیں تو ڈھارس بندھتی ہے کہ ؎
ابھی کچھ لوگ باقی ہیں زمانے میں

اعلیٰ ترین سطح پر اسلام کے محاسن کا اظہار بلاشبہ ملک کے موجودہ ماحول میں قابلِ تحسین ہی نہیں قابلِ تشکر بھی ہے۔

صدر مملکت نے ۸ جنوری ۱۹۹۰ء کو "پاکستان سوسائٹی آف اکنامسٹس" کے سالانہ اجلاس عام سے خطاب کے دوران فرمایا:

"سرمایہ دارانہ نظام کے استحصالی پہلو نے کمیونزم کے دیوتا کو جنم دیا مگر آج یہ دیوتا بھی منہ کے بل آن پڑا ہے، یہ کوئی حادثہ نہیں ہے، بلکہ ایسا ہونا فطری عمل تھا، اسٹالن ازم کو سوشلزم کی غیر فطری پیداوار کہا جا رہا ہے اور سرمایہ دارانہ نظام کو فاشزم کا نام دیا جا رہا ہے، ان ناکام نظاموں کی جگہ اب صرف اور صرف اسلامی نظامِ معیشت لے سکتا ہے اور لے گا جس میں سماجی انصاف بھی ہے اور وسائل کی منصفانہ تقسیم بھی ہے۔

صدر نے اسلام کے نظام عدل و احسان کا تفصیلی ذکر کیا اور کہا کہ:
اسی نظام میں ہم سب کا مستقبل ہے کیونکہ اسلامی نظام میں ذاتی ملکیت کا حق بھی ہے اور غرباء و مساکین کے سماجی حقوق بھی ہیں' ـــــ صدر غلام اسحٰق خان صاحب نے اسلامی اقتصادی نظام کے پانچ خدوخال تفصیل کے ساتھ بیان کئے ـــــ صدر نے فرمایا ـــــ پاکستان میں آمدنی کی تقسیم کی حالتِ زار کو بہتر بنانا اشد ضروری ہے، تنخواہوں میں اضافے کے ساتھ روزگار کے مواقع بڑھانا ہوں گے، عدم مساوات کو ختم کرنا ہوگا، بچتوں اور ٹیکسوں کی وصولی میں اضافہ کرنا ہوگا، اقتصادی ترقی کا مقصد ایسے معاشرے کی تشکیل ہو جس میں انفرادی آزادیوں کے ساتھ سماجی انصاف میسر آئے، ان مسائل کا حل ہمیں اسلامی نظامِ معیشت میں تلاش کرنا ہوگا، ایسا کرنا ہماری اپنی ذمہ داری ہے ـــــ اسلامی نظامِ معیشت کیلئے ماضی میں کافی کام کیا جا چکا ہے مگر اب موجودہ حکومت کو یہ کام آگے بڑھانا ہوگا"
"جنگ" کراچی۔ ۹ جنوری ۱۹۹۰ء

یہ باتیں بلاشبہ بہت فکر انگیز ہیں لیکن ایک پاکستانی مسلمان جب ان فرمودات کو پڑھتا یا سنتا ہے تو معاً اس کے ذہن میں کچھ اس طرح کے خیالات بھی کوندتے ہیں کہ یہ باتیں اس

شخصیت کی زبان سے نکلی ہیں :

۱۔ جو پاکستان کے موجودہ آئین کی رُو سے ایک بااختیار شخصیت ہیں۔

۲۔ جو ملک کی چوالیس سالہ تاریخ میں ہر نشیب و فراز سے واقف ہیں اور ملکی وسائل و مسائل پران کا عبور کسی شک و شبہ سے بالاتر ہے۔

۳۔ جن کے حب وطن، سیاسی تدبّر، انتظامی تجربے اور معاملہ فہمی پر شُبہ نہیں کیا جاسکتا۔

۴۔ جو عالمی سطح پر سیاست و معیشت کے میدان میں واقع ہونے والے اُتار چڑھاؤ کا عمدہ شعور رکھتے ہیں۔

۵۔ جو اپنی عمر کی بناء پر بھی وقار اور پختگی کے حامل ہیں اور جن کو مختار کار کی ابتدائی سطح سے لیکر چیئرمین سینیٹ اور پھر صدر مملکت کی اعلیٰ ترین سطح تک، مختلف مناصب پر وطن عزیز کی خدمت کرنے کی سعادت حاصل ہے۔

۶۔ جن کے کاندھوں پر اس وقت ملّت اور وطن کی طرف سے امانت کا بہت بڑا بوجھ ہے اور اس امانت کی بابت اپنی ذمّہ داری سے عہدہ برآ ہونے کیلئے بظاہر حالات انہیں کسی مزاحمت کا بھی سامنا نہیں ہے، ارضِ وطن میں ان کی ذات اقتدار کے اندر اور باہر سب ہی لوگوں کیلئے قابلِ تکریم ہے، وہ اپنائی گئی جمہوریت کے کھلے عام راستے سے صدارت کے اِس منصب تک پہنچے ہیں، اُن پر کسی طرف سے "آمر" ہونے کی پھبتی نہیں کَسی جاتی، اس لحاظ سے وہ اپنی عمر کے علاوہ آئینی اور سیاسی حیثیت سے بھی محض رسمی سرپرست نہیں بلکہ اچھے خاصے اختیارات کے حامل سربراہ ہیں۔

۷۔ جن کی نگاہوں سے یہ حقیقت بھی اوجھل نہیں ہوگی کہ زندگی فنا پذیر ہے — جبکہ عمر طبعی بھی خاصی ہوچکی ہو — اور نہ اقتدار کو بقائے دوام حاصل ہے۔

۸۔ وہ ان عناصر سے بھی بے خبر نہیں ہونگے جو ملک و بیرون ملک، پاکستان کو غیر مستحکم کرنے، دین سے دُور لیجانے اور اسلام سے اس کا راستہ کاٹ دینے کیلئے سرگرم عمل ہیں۔

یہ بدیہی حقائق ہیں اور ان کی وجہ سے قوم کو صدر محترم کی ذات میں شیریں بیان واعظ کی نہیں —— بارِامانت سے فکر مند سرگرم عمل حکمران کی ضرورت ہے جو مسائل میں گھری ہوئی قوم کو صحیح راستہ پر ڈال دے۔

ہم اس ضرورت کا اظہار کرنے اور صدر محترم سے اچھی توقعات وابستہ کرنے میں بجا طور پر حق بجانب ہیں۔

اِس وقت پاکستان میں سیاسی، سماجی اور اقتصادی صورتِ حال کی جو ناگفتہ بہ کیفیت ہے وہ کسی بھی باشعور پاکستانی سے مخفی نہیں ہے، ملک کے متصادم سیاسی عناصر میں بحث وتمحیص کا معرکہ گرم ہے اور یہ گرمیٔ بحث اب سَرد جنگ میں تبدیل ہوچکی ہے، الزام، صفائی، جواب اور جوابی الزام کا ایک نہ ختم ہونے والا طولانی سلسلہ ہے، جس میں جس قدر دَم خَم ہے وہ کسی مثبت مقصد کے بجائے اِس میدانِ جنگ میں "کام" آرہا ہے، اس صورتِ حال میں بیوروکریسی کی تو چاندی ہے، لیکن بیچارے عوام مگرمچھوں کی اِس لڑائی سے سہمے ہوئے ہیں، ہر آنے والا دن مہنگائی، حادثات اور بدامنی کی نئی نئی خبریں لیکر طلوع ہوتا ہے، اغوا کی وارداتیں، ڈاکے اور لاپرواہی کی وجہ سے حادثات کی قطار لگی ہوئی ہے، طرفہ یہ ہے کہ قومی ایئرلائنز کے جہازوں تک میں بھی بم سے لیکر سانپ تک، سب کچھ برآمد ہورہا ہے، حالانکہ یہ ہوائی جہاز بین الاقوامی معیار کے محفوظ ترین ہوائی اڈوں پر جو کس نگرانی میں ہوتے ہیں اور ان تک پہنچنے والوں کو انسانوں ہی کی نہیں، برقی مشینوں کی آنکھیں بھی ٹکٹکی باندھکر دیکھتی رہتی ہیں۔

حادثات کے بعد "تحقیقات" ہوتی ہیں، "رپورٹیں" تیار ہوتی ہیں، اور اِس عمل میں ہولناک سے ہولناک حادثہ بھی بھولا بسرا ہوجاتا ہے، بے حسی اس قدر غالب ہے کہ کسی ذمہ دار کا دل نہیں پسیجتا، دفتری کرسیوں پر بیٹھ کر ایک آدھ بیان داغ دینا یا حادثہ کی جگہ جاکر تصویر اُتروانا "ادائے فرض" کیلئے بہت ہے، ڈاکے اور لاپرواہی کی وجہ سے کسی کا اپنی پونجی سے محروم ہوجانا یا کسی گھر کے سرپرست اور چشم وچراغ کا چھن جانا اگر صدمہ کی بات ہے اور اِس سے کسی کا دل کٹتا ہے تو ان کی بَلا سے ——— مزید تسلّی کیلئے اعداد وشمار کا گورکھ دھندا جمع ہے اور فخر کے ساتھ یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ حالات پہلے کی بہ نسبت بہت بہتر ہیں ——— بند آنکھوں کو تو دماغ کے خیالات ہی نظر آئیں گے، حالات کا مشاہدہ تو وہ کریگا جس کا ضمیر بیدار ہو، آنکھیں کُھلی ہوں اور جو اقتدار کو غنیمت نہیں امانت سمجھتا ہو۔

زکریا ایکسپریس کا حادثہ ہو، چوری اور ڈاکے کی وارداتیں ہوں، مہنگائی اور بے روزگاری کے مسائل ہوں یا دیگر المناک واقعات، اِس سب کچھ کا سبب وہ بے حس ہرکارے اور انتظامیہ کے وہ بے پروا افراد ہیں جو اپنے جسمانی ڈھانچوں میں ویران دِل لئے پھرتے ہیں یہ دل غمخواری کے احساسات کی جگہ بے رحمی کے جذبات سے آباد ہیں، جمہوریت، جمہوریت کی مالا جپنے سے یہ صورتِ حال نہیں بدل سکتی جب تک ادائے فرض کی حقیقی حس بیدار نہ ہو اور یہ حس فکرِ آخرت اور خوفِ خدا کے بغیر بیدار نہیں ہوسکتی۔

وما علینا الا البلاغ

عزیز الرحمٰن
[illegible]

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب

معارف القرآن ٭ سورۃ الشوریٰ ٭ آیت ۴۴ تا ۵۰

خلاصۂ تفسیر

(یہ حال تو اہلِ ہدایت کا تھا کہ وہ دنیا میں اللہ کی طرف سے ہدایت اور آخرت میں ثواب سے مشرف ہوئے) اور (آگے اہلِ ضلالت کا حال سنو، وہ یہ ہے کہ) جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے تو اس کے بعد اُس شخص کا (دنیا میں بھی) کوئی چارہ ساز نہیں (کہ اس کو راہ پر لے آوے) اور (قیامت میں بھی بُرا حال ہوگا، چنانچہ اُس روز) آپ (ان) ظالموں کو دیکھیں گے جس وقت کہ ان کو عذاب کا معائنہ ہوگا کہ (نہایت حسرت سے) کہتے ہوں گے کیا (دنیا میں) واپس جانے کی کوئی صورت (ہوسکتی) ہے (تاکہ پھر اچھے عمل کرکے آئیں) اور (نیز) آپ ان کو اس حالت میں دیکھیں گے کہ وہ دوزخ کے روبرو لائے جاویں گے، مارے ذلّت کے جھکے ہوئے ہوں گے (اور وہ اس کو) شست (سست) نگاہ سے دیکھتے ہوں گے (جیسے خوف زدہ آدمی دیکھا کرتا ہے اور ایک دوسری آیت میں جو نابینا ہونے کی خبر دی ہے وہ حشر کے وقت ہے اور یہ اُس کے بعد کا واقعہ ہے، چنانچہ وہاں لفظ نحشرہٗ کی تصریح ہے) اور (اس وقت) ایمان والے (اپنے بچنے پر شکر کرنے کے لئے اور ان پر ملامت کرنے کے لئے) کہیں گے کہ پورے خسارہ والے وہ لوگ ہیں جو اپنی جانوں سے اور اپنے متعلقین سے (آج) قیامت کے روز خسارہ میں پڑے (اس کی تفسیر سورۂ زُمر کے دوسرے رکوع میں گزر چکی ہے) یاد رکھو کہ ظالم (یعنی مشرک و کافر) لوگ عذاب دائمی میں (گرفتار) رہیں گے اور (وہاں) ان کے کوئی مددگار نہ ہوں گے جو خدا سے الگ (ہوکر) اُن کی مدد کریں اور جس کو خدا گمراہ کردے

اُس (کی نجات) کے لئے کوئی رستہ ہی نہیں (یعنی نہ معذرت، نہ کسی کی مدد نہ اور کچھ۔ آگے کافروں سے خطاب ہے کہ اے لوگو! جب تم نے قیامت کے یہ ہولناک حالات سن لئے تو) تم اپنے رب کا حکم (ایمان وغیرہ کا) مان لو قبل اس کے کہ ایسا دن آپہنچے جس کے لئے خدا کی طرف سے ہٹنا نہ ہوگا (یعنی جس طرح دنیا میں عذاب ہٹتا جاتا ہے۔ آخرت میں ایسی کوئی صورت نہ ہوگی اور) نہ تم کو اس روز کوئی (اور) پناہ ملے گی اور نہ تمہارے بارے میں کوئی (خدا سے) روک ٹوک کرنے والا ہے (کہ اتنا ہی پوچھ لے کہ ان کا یہ حال کیوں بنایا گیا اور اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو یہ سنا دیجئے) پھر اگر یہ لوگ (یہ سن کر بھی) اعراض کریں (اور ایمان نہ لائیں) تو (آپ فکر اور غم میں نہ پڑیں، کیونکہ) ہم نے آپ کو اُن پر نگراں کرکے نہیں بھیجا (جس سے باز پرس کا احتمال ہو کہ آپ کی نگرانی میں اُن سے یہ امور کیوں صادر ہوئے بلکہ) آپ کے ذمہ تو صرف (حکم کا) پہنچا دینا ہے (جس کو آپ کر رہے ہیں، پھر آپ اس سے زیادہ فکر کیوں کریں) اور (ان کے حق سے اعراض کرنے کا سبب تعلق مع اللہ کی کمزوری ہے۔ جس کی علامت یہ ہے کہ) ہم جب (اس قسم کے) آدمی کو کچھ اپنی عنایت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو وہ اس پر (اترا کر) خوش ہو جاتا ہے۔ (اور منعم پر نگاہ کرکے شکر نہیں کرتا) اور اگر (ایسے) لوگوں پر اُن کے (ان) اعمال (بد) کے بدلے میں جو پہلے اپنے ہاتھوں کر چکے ہیں کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو (ایسا) آدمی ناشکری کرنے لگتا ہے۔ (اور ایسا نہیں کرتا کہ گناہوں سے توبہ واستغفار کرکے عبادت وطاعت کے ذریعہ اللہ کی طرف رجوع ہو اور یہ دونوں حالتیں اس بات کی علامت ہیں کہ اس کا تعلق اپنی نفسانی لذتوں کے ساتھ زیادہ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ معدوم یا کمزور ہے اور اسی سے وہ کفر میں مبتلا ہوا ہے اور چونکہ یہ حالت ان لوگوں کی طبیعت ثانیہ بن گئی ہے۔ اس لئے اُن سے آپ ایمان کی توقع ہی کیوں رکھیں جو موجب غم ہو۔ آگے پھر توحید کا بیان ہے کہ) اللہ ہی کی ہے (سب) سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے (چنانچہ) جس کو چاہتا ہے بیٹیاں عطا فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بیٹے عطا فرماتا ہے یا ان کو (جس کے لئے چاہے)، جمع کر دیتا ہے (کہ) بیٹے بھی (دیتا ہے) اور بیٹیاں بھی اور جس کو چاہے بے اولاد رکھتا ہے، بے شک وہ بڑا جاننے والا بڑی قدرت والا ہے۔

مفتی محمد رفیع عثمانی

صدر دارالعلوم کراچی

قسط ۱۵

اسلام دشمن طاقتوں کے اندیشے:

یہ دشمن طاقتیں پوری شدت سے محسوس کر رہی تھیں کہ اگر جہادِ افغانستان کامیاب ہوگیا، اور پورے افغانستان میں مجاہدین کی اسلامی حکومت قائم ہوگئی تو

۱۔ پاکستان اور افغانستان یک جان و دو قالب ہو کر عالم اسلام کی ایسی طاقت بن جائیں گے جس پر اسلام دشمن طاقتوں کو اپنا دباؤ قائم رکھنا ممکن نہ رہے گا، بلکہ ایران اور ترکی اِن کے ساتھ مل گئے تو مضبوط اسلامی بلاک کی داغ بیل بھی پڑ سکتی ہے۔

۲۔ عالم اسلام جو جہاد کے سبق کو بھلا کر بڑی طاقتوں کے سامنے کاسہ لیسی کی زندگی گذار رہا ہے اُسے اس بھولے ہوئے سبق کی حیرتناک افادیت اور اثر انگیزی کا کھلی آنکھوں مشاہدہ ہو جائے گا، اُس میں خود اعتمادی پیدا ہوگی، حوصلے بلند ہوں گے، اور سپر طاقتوں کے خلاف پوری مسلم دنیا میں حقیقی آزادی کی لہر جاگ اُٹھے گی۔

۳۔ رُوس کی مقبوضہ اسلامی ریاستوں میں جہاد کی جو لہر اُٹھ رہی ہے وہ طوفانی شکل اختیار کرلے گی۔

۴۔ فلسطین کا جہاد جو "عرب قومیت" کی نذر ہوگیا تھا، وہ اب "مسلم قومیت" کی بنیاد پر ناقابل تسخیر قوت بنکر اُبھریگا، اور مسلمانانِ عالم اپنے قبلۂ اول کو آزاد کرانے کیلئے مجاہدینِ افغانستان کے راستہ پر چل پڑینگے۔

۵۔ پاکستان کے خلاف "پختونستان" کا مسئلہ جو اس جہاد نے دبا دیا ہے، ہمیشہ کیلئے دفن ہو جائیگا۔

۶۔ مسلمانانِ کشمیر بھی افغان مجاہدین کی پیروی کرینگے، اُن کے تجربات سے فائدہ اُٹھائیں گے اور ہندوؤں کی غلامی کا گھناؤنا طوق اپنے گلوں سے نکال پھینکنے کیلئے تن من دھن کی بازی لگا دیں گے۔

۷۔ ضیاء الحق اس دور کے مقبول ترین اور کامیاب ترین مُسلم حکمران ثابت ہوں گے، مسلم دُنیا کی اہم قوتیں اور لامحدود وسائل اِن کے گرد جمع ہو جائیں گے، انہیں ایٹم بم بنانے سے دُنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکے گی، اور نفاذِ اسلام کی راہ میں بھی کوئی اندرونی یا بیرونی رُکاوٹ اثر انداز نہ ہو سکے گی۔

۸۔ سپر طاقتوں کا رعب اور بھرم جاتا رہے گا، اور جو مسلم یا غیر مسلم ممالک ان کے پنجۂ استبداد یا پُر فریب جال میں گرفتار ہیں، وہ بھی غلامی کے اس جُوئے کو اپنے کندھوں سے اُتار پھینکنے کیلئے میدانِ عمل میں آجائیں گے۔

۹۔ جہاد کی ایک خاصیت —— جسے بڑی طاقتیں تاریخ کے حوالے سے خوب جانتی ہیں —— یہ ہے کہ جب مسلمانوں میں آزادی اور جہاد کی اسپرٹ پیدا ہو جاتی ہے تو اِن کی باہمی رنجشوں اور رقابتوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے —— جبکہ عالمِ اسلام کے اتحاد کو یہ سُپر طاقتیں دُنیا پر اپنی چودھراہٹ جمائے رکھنے کیلئے سب سے بڑا خطرہ سمجھتی ہیں، اور اس خطرے کے بارے میں اتنی حساس ہیں کہ اسکا ادنیٰ سا سایہ بھی ان کو اگر عالمی سیاست پر نظر آنے لگے تو اس کے سدباب کیلئے بڑے سے بڑا گھناؤنا جرم کرنے میں بھی کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتیں —— جہادِ افغانستان کی اوٹ میں اُن کو یہ "سب سے بڑا خطرہ" صاف دکھائی دے رہا تھا۔

جہانِ نو ہو رہا ہے پیدا، وہ عالمِ پیر مر رہا ہے
جسے فرنگی مُقامِروں نے بنا دیا ہے قمار خانہ

"جہانِ نو" کے یہ امکانات جن کی طرف مظلوم انسانیت، اور خصوصاً عالمِ اسلام کی پُر امید نگاہیں لگی ہوئی ہیں، یہ اُمیدوں کے وہ چراغ ہیں جنہیں جہادِ افغانستان کے ۱۵ لاکھ شہیدوں نے اپنے خون سے روشن کیا ہے —— مگر انسانیت دشمن طاقتوں کو یہ اپنے جابرانہ تسلّط کیلئے "خطرے کے سگنل" دکھائی دے رہے تھے، اور وہ اِن امکانات کی اصل جڑ جہادِ افغانستان کو سبوتاژ کرنے پر تُلی ہوئی تھیں۔ یعنی اس نکتہ پر اِن طاقتوں کا ساز باز ہو چکا تھا کہ افغانستان میں مجاہدین کی اسلامی حکومت کو قائم ہونے سے ہر قیمت پر روکا جائے۔ اس مشترک مقصد کیلئے انھوں نے پہلے قدم کے طور پر

ایک کامیابی تو پاکستان پر "جنیوا سمجھوتہ" مسلط کر کے حاصل کر لی تھی، لیکن مزید پیش رفت کی راہ میں جہاں مجاہدین کا آہنی عزم واستقلال حائل تھا، وہیں ایک بڑا سنگِ گراں صدرِ پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کی پُرعزم مدبرانہ شخصیت تھی، جس کو راستہ سے ہٹائے بغیر پاکستان کی راہ سے مجاہدین کے خلاف کسی کارروائی کا امکان نہ تھا۔ بلکہ صدر مرحوم نے جب ۲۹ مئی ۱۹۸۸ء کو "جونیجو حکومت" کو برطرف کر دیا تو مغربی سیاسی مبصرین اشارۃً اس "اندیشے" کا اظہار بھی کرنے لگے تھے کہ اب صدر ضیاء کسی وقت بھی جنیوا سمجھوتے" کی منسوخی کا اعلان کر سکتے ہیں۔

لہٰذا جہادِ افغانستان کو سبوتاژ کرنے، اور پاکستان کو اس کے بنیادی نظریئے "نفاذِ اسلام" سے ہٹانے کیلئے اِن طاقتوں کی اب سب سے پہلی ضرورت یہ تھی کہ صدر مرحوم کی مضبوط شخصیت کو راستہ سے ہٹا کر پاکستان میں "جمہوریت" کے پُرفریب نام پر ایسی نحیف و کمزور حکومت قائم کرادی جائے جو اِن طاقتوں کے رحم و کرم پر رہے، اور ان کے اشاروں پر چل سکے ــــ چنانچہ بھارتی، روسی اور مغربی ذرائع ابلاغ نے مئی ۱۹۸۸ء کے بعد سے پاکستان، پاکستانی فوج، اور صدر ضیاء الحق مرحوم کے خلاف زہر اُگلنے کی مہم کو تیز تر کر دیا، اور پاکستان کے اندر اُن کی لابیاں پہلے سے زیادہ سرگرمِ عمل ہو گئیں ــــ ایک طرف اسلام دشمن طاقتیں اور اُن کی لابیاں یہ مہم پُوری منصوبہ بندی سے چلا رہی تھیں، دوسری طرف پاکستان میں سیاسی کھلاڑیوں کا وہ گروہ جسے صرف منفی سیاست کا شوق ہے، وہ عالمی حالات اور اسلامی کاز سے آنکھیں بند کر کے محض اپنا شوق پُورا کرنے کیلئے اُن کی لَے میں لَے ملا رہا تھا۔ جس اگست ۱۹۸۸ء کی ۱۷ر تاریخ کو صدر مرحوم کی شہادت کا سانحہ پیش آیا، اُس کی ۱۶ر تاریخ تک اُن کے خلاف دھمکیوں، اور الزامات کی یہ مہم اپنے عروج کو پہنچ چکی تھی، اندر اور باہر کے اس پروپیگنڈے کا تسلسل اور مربوط انداز غمازی کر رہا تھا کہ کسی بڑے ڈرامے کا اسٹیج تیار کیا جا رہا ہے، اس میں پاکستان کے وہ کئی نا عاقبت اندیش سیاسی لیڈر بھی شامل تھے جنہیں غالباً خود یہ معلوم نہ تھا کہ وہ کس "خونی ڈرامے" کی تیاری میں حصہ لے رہے ہیں۔

دُعا کیجئے

ناظم البلاغ جناب شجاعت علی ہاشمی صاحب کے والد گرامی محترم جناب صفدر علی خان ہاشمی صاحب مدظلہم کی انتہائی تشویشناک حالت ہونے کی وجہ سے اسپتال میں داخل ہیں۔ ملکی اور غیر ملکی قارئین البلاغ سے دُعا کی درخواست ہے۔

(ادارہ)

این آئی ٹی

نئی رفعتوں کی سمت گامزن
سالانہ منافع میں مزید بہتری

منافع برائے ۸۹-۱۹۸۸ء

کارکردگی ایک نظر میں

(ملین روپوں میں)

	۸۹-۱۹۸۸ء	۸۸-۱۹۸۷ء	۸۷-۱۹۸۶ء
یونٹ کی مجموعی فروخت	۱,۷۲۰٫۱	۱,۲۷۰٫۵	۹۷۱٫۸
دوران سال حصص میں سرمایہ کاری	۷۵۳٫۱	۶۱۳٫۸	۱۶۲٫۰
کل سرمایہ کاری			
ا) بلحاظ قیمت خرید	۴,۳۸۹٫۴	۳,۸۳۸٫۳	۲,۸۰۲٫۸
ب) بلحاظ مروجہ قیمت	۶,۹۳۶٫۵	۵,۸۸۶٫۹	۴,۴۴۳٫۹
آمدنی	۸۶۱٫۵	۵۹۶٫۳	۴۱۹٫۳
فی یونٹ منافع کی شرح (یونٹ کی ابتدائی قیمت خرید پر) %	۱۶٫۲	۱۵٫۶	۱۵٫۴

این آئی ٹی یونٹ میں سرمایہ کاری محفوظ ہے اور رقم کی واپسی کی سہولت کے علاوہ حسب قواعد انکم ٹیکس میں چھوٹ بھی ملتی ہے۔

این آئی ٹی سرمایہ کاری کا قابل اعتماد ادارہ
نیشنل انوسٹمنٹ ٹرسٹ لمیٹڈ

ہیڈ آفس:
شاخیں:

UNITED

PID-I-9-9/89

حضرت ڈاکٹر محمد اسمٰعیل میمن مدنی مدظلہم العالی
(مقیم کینیڈا)

مناقبِ صحابہؓ

قسط ۵ اور آخری

صحابی قیامت کے روز مسلمانوں کا قائد

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اس دنیا ہی میں مسلمانوں کے قائد اور رہنما ہیں بلکہ مرنے کے بعد بھی جو جو صحابی جس جس جگہ وفات پائے گا۔ قیامت کے دن وہ اس جگہ مدفون تمام مسلمانوں کا قائد اور رہبر بنا کر اٹھایا جائے گا۔

(۲۰) عن بریدۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد من اصحابی یموت بارض الا بعث بھم نورا وقائدا یوم القیمۃ۔ (ترمذی)

حضرت بریدہ رضؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو کوئی بھی میرے صحابہ میں سے کسی خطۂ زمین میں وفات پائے گا وہ قیامت کے دن وہاں کے (مسلمان) باشندوں کا قائد اور مشعل بنا کر قبر سے اٹھایا جائے گا۔

(ف):۔۔۔۔۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ "میرے صحابہ میں سے جو شخص بھی کسی خطۂ زمین پر وفات پائے گا وہ اس خطے کے لوگوں کے لئے قیامت کے دن شفاعت کرے گا (ابن عساکر عن بریدہ)

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ میرے صحابہ میں سے جو شخص بھی کسی شہر میں وفات پائے گا۔ وہ قیامت کے دن اس شہر والوں کے لئے امان کا سبب بنے گا۔ (ابن عساکر۔۔۔۔۔ عن بریدہ)

یاد رہے کہ ان احادیث میں مراد مسلمانوں کی شفاعت اور امان ہے ورنہ کفار و مشرکین

کی سفارش تو انبیاء کرام بھی نہیں کریں گے ۔

صحابہ اہل دنیا کے لئے امن کا سبب ہیں: ——— اس زمین پر حضرات صحابہ کرام کا وجود اہل زمین کے لئے فتنوں اور مصائب سے امن کا سبب ہے ۔

(۲۱) عن ابی بردۃ رضی اللہ عنہ قال رفع یعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم راسہ الی السماء فقال النجوم امنۃ للسماء فاذا ذھبت النجوم اتی السماء ما توعد و انا امنۃ لاصحابی فاذا ذھبت انا اتی اصحابی ما یوعدون و اصحابی امنۃ لامتی فاذا ذھب اصحابی اتی ما یوعدون ۔

(مسلم)

حضرت ابو بردہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا (اور آپ کی عادت مبارکہ کثرت سے آسمان کی طرف دیکھنے کی تھی) پھر آپ نے فرمایا ۔ ستارے آسمان کے لئے امن کا سبب ہیں جب ستارے جاتے رہیں گے (اور ٹوٹ پھوٹ جائیں گے) تو وہ چیز آجائے گی ۔ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے ۔ (یعنی قیامت) ———

اسی طرح میں اپنے اصحاب کے لئے امن کا سبب ہوں ، جب میں چلا جاؤں گا تو میرے اصحاب پر وہ چیز آجائے گی ۔ جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے (یعنی فتنے اور اختلافات) اور میرے اصحاب میری بقیہ امت کے لئے امن کا سبب ہیں جب وہ جاتے رہیں گے تو میری اُمت پر وہ چیز آجائے گی جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے (یعنی اہل خیر کا جاتے رہنا اور اہل شر کا آجانا اور بدعات ، فتن اور قیامت آنا)

(ف) ——— اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے نفوس قدسیہ کا وجود اس دنیا میں اہل دنیا کے لئے باعث خیر و برکت تھا اور یہ کہ صحابہ کے چلے جانے کے بعد امت اس عظیم الشان نورانیت اور برکت سے محروم ہو گئی ۔ جو اسے حاصل تھی ۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں صحابہ اپنے معاملات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رجوع فرماتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد لوگ صحابہ سے رجوع کرتے تھے ۔ مگر صحابہ کرام کے بعد بدعات ، شرور و فتن اور اختلافات وغیرہ پھیل گئے ۔ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ ہیں " صحابہ کرام کے جانے کے بعد نور جاتا رہا اور ظلمت و اندھیرا چھا گیا ۔ جس طرح ستاروں (اور چاند) کے چلے جانے سے اندھیرا ہو جاتا ہے ۔ یہ روشنی ہی ہے جو دافع حشرات الارض اور ہر قسم کے امن و امان کا ذریعہ ہے ۔ جتنی اس میں کمی

ہوگی اسی قدر ظلمت پیدا ہو کر چوروں، ڈاکوؤں اور سانپ، بچھو، کیڑے مکوڑوں کو دلیر بنا کر چاروں طرف سے حملہ کرائے گی اور جب عام اہل اللہ کا وجود مخلوق کے لئے باعث امن و فلاح ہے، تو کیا پوچھنا صحابہ کا، کہ ہزار اقطاب و ابدال ایک طرف اور ایک وجود باوجود صحابی کا ایک طرف۔"

(درر فوائد)

ایک حدیث میں آتا ہے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم لوگ اس وقت تک خیر سے رہو گے جب تک تم میں کوئی بھی ایسا شخص موجود ہے۔ جس نے مجھے دیکھا اور میری صحبت اٹھائی ہے اور بخدا تم لوگ اس وقت تک خیر سے رہو گے، جب تک تم میں کوئی بھی ایسا شخص موجود ہو جس نے مجھے دیکھا اور میری صحبت اٹھائی ہے اور بخدا تم لوگ اس وقت تک ہی خیر سے رہو گے جب تک تم میں کوئی بھی ایسا شخص موجود ہو، جس نے مجھے دیکھا اور میری صحبت اٹھائی ہے۔ (طبرانی، عن واثلہ)

ف:۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ صحابہ کرام کا وجود امت کے لئے ایسا ہی برکت ہے جس طرح کھانے میں نمک کا وجود کہ بغیر نمک کے کھانے میں کوئی لذت نہیں۔ اور نہ ہی وہ اس وقت تک ٹھیک پک سکتا ہے۔ جب تک اس میں نمک نہ ڈالا جائے۔ چنانچہ حضرت انس رض حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ "میرے صحابہ کی مثال میری امت میں ایسی ہے جیسے کھانے میں نمک کہ کھانا بغیر نمک کے اچھا نہیں۔ (ابن المبارک، عن انس)

ایک اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ "عنقریب تم دوسرے لوگوں میں ایسے ہو جاؤ گے، جیسے کھانے میں نمک، کہ کھانا بغیر نمک کے ٹھیک نہیں ہوتا۔ (طبرانی عن سمرۃ بن جندب)

اسی وجہ سے ایک حدیث میں آتا ہے کہ عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ میرا کوئی صحابی دور سمندروں کے پار کہیں ہے تو لوگ اس کی تلاش میں بھی نکلیں گے مگر وہ اسے نہیں پائیں گے۔ (مسند ابوعوانہ، فردوس دیلمی عن جابر)

نیز اسی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی قدر بتاتے ہوئے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ "لوگ بڑھتے چلے جائیں گے اور میرے صحابہ کم ہوتے چلے جائیں گے اس لئے تم میرے صحابہ کو برا نہ کہا کرو۔ جو کوئی بھی ان کو برا کہتا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

(خطیب بغدادی عن جابر)

بعض احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کی نورانی صحبت کی برکت سے تابعین اور تابعین کی برکت سے تبع تابعین کا وجود بھی امت کے لئے باعث خیر و برکت بن جائے گا۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ میری امت اس وقت تک خیر سے رہے گی، جب تک اس میں کوئی بھی ایسا شخص

موجود ہے جس نے مجھے دیکھا ہے یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا ہے یا میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا ہے۔ (خطیب، عن انس)

صحابی کی برکت سے جنگ میں فتح:

روحانی اعتبار سے تو صحابہ کرام کا وجود باعث خیر و برکت ہے ہی، مادی اعتبار سے بھی ہے۔

(۲۲) عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیاتین علی الناس زمان یخرج الجیش فیطلب الرجل من اصحابی فیقال فیکم رجل من اصحاب محمد؟ فیقولون نعم، فیستفتحون بہ فیفتح علیھم ثم یاتی علی الناس زمان فیخرج الجیش فیقال ھل فیکم رجل من اصحاب محمد؟ فیطلبونہ فلم یجدوہ فلو کان رجل من اصحابی وراء البحر لاتوہ۔

(مسند عبد بن حمید)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ مسلمانوں کا لشکر جہاد کے لئے نکلے گا تو اس وقت میرے صحابی کو تلاش کیا جائے گا اور اعلان کیا جائے گا کہ تم میں کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی بھی ہے؟ تو لوگ کہیں گے ہاں، پھر سب مسلمان اس کے وجود کی برکت سے اللہ تعالیٰ سے فتح کے طلبگار ہوں گے اور فتح پالیں گے پھر اس کے بعد لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسلمانوں کا لشکر جہاد کے لئے جائے گا اور پھر اعلان کیا جائے گا کہ تم میں کوئی حضور کا صحابی بھی ہے؟ تو لوگ صحابی کو تلاش کریں گے اور اگر میرا کوئی صحابی سمندر پار بھی حیات ہوگا تو وہ اسے ڈھونڈ لائیں گے۔

ف: ——— بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح صحابیؓ کے وجود کی برکت سے مسلمان فتح یاب ہوں گے، اسی طرح تابعی یا تبع تابعی کی برکت سے بھی مسلمان فتح یاب ہو جائیں گے اور اللہ کی نصرت اور آسمانی فرشتوں کی مدد ان کے ساتھ رہے گی۔

چنانچہ حضرت ابو سعید خدریؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں۔ کہ "لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اسلامی لشکر جہاد میں جائے گا، تو اعلان کیا جائے گا کہ تم میں کوئی ہے۔ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی ہو؟ وہ جواب دیں گے ہاں، تو اس صحابی کی برکت سے مسلمانوں کو فتح نصیب ہو جائے گی۔ پھر دوسرا زمانہ آئے گا۔ اور مسلمانوں کے لشکر جہاد پر جائیں گے، تو اعلان کیا جائے گا کہ تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی صحبت نصیب ہوئی ہو؟ وہ جواب دیں گے ہاں ہے، تو ان کو تابعی کی برکت سے فتح نصیب ہو جائے گی، پھر تیسرا زمانہ آئے گا، اور مسلمانوں کا لشکر جہاد پر جائے گا، تو اعلان کیا جائے گا کہ تم میں کوئی شخص ہے جس کو صحابہ کے اصحاب کی صحبت نصیب ہوئی ہو؟ تو وہ جواب دیں گے کہ ہاں ہے تو ان کو تبع تابعی کی برکت سے فتح نصیب ہو جائے گی۔

اور ایک روایت میں اتنا مزید اضافہ ہے کہ پھر چوتھا لشکر روانہ ہوگا، اور کہا جائے گا۔ کہ دیکھو ان میں کوئی ہے جس نے دیکھا ہو کسی (تبع تابعی) کو کہ جس نے دیکھا تھا کسی (تابعی) کو جس نے دیکھا تھا صحابہ میں سے کسی کو۔ پس وہ تبع تابعی پایا جائے گا، اور اس کی برکت سے ان کو فتح نصیب ہو جائے گی (بخاری، مسلم، ترمذی)

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ "میری امت اپنے دشمنوں پر ہمیشہ فتحیاب ہوگی، جب تک میرا ایک صحابی بھی ان میں موجود رہے گا، پھر اس کے بعد وہ مسلسل فتحیاب ہوتے رہیں گے جب تک ان میں کوئی ایک بھی ایسا شخص موجود رہے گا۔ جس نے میرے صحابی کو دیکھا ہو، پھر اس کے بعد بھی وہ اپنے دشمنوں پر فتح یاب ہی ہوتے رہیں گے جب تک ان میں کوئی ایک شخص بھی ایسا موجود ہوگا، جس نے میرے صحابی کے دیکھنے والے کو دیکھا ہوگا۔ (کنز العمال عن ابی سعیدؓ)

اب تک جتنے بھی فضائل ذکر کئے گئے، اکثر و بیشتر وہی ہیں، جو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں مشترک ہیں، بعض فضائل ایسے بھی ہیں جو انفرادی طور پر کسی ایک صحابی کے لئے بیان ہوئے ہیں، مگر وہ اتنے عظیم ہیں کہ ان سے مجموعی طور پر یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا کیا مقام حاصل ہے۔

صحابی کی روح کے استقبال میں عرش الٰہی کا جھوم اٹھنا:

(۲۳) عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال   حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد اهتز العرش لموت سعد بن معاذ - (بخاری ومسلم)

ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ــــــ سعد بن معاذ کی موت پر عرش الٰہی جھوم اٹھا ہے۔

ف : ــــــ کسی صحابی کی روح کے استقبال میں عرش الٰہی کا خوشی میں جھوم اٹھنا ۔ اس بات کی بڑی دلیل ہے کہ اس صحابی کو اللہ کے ہاں کیا مقام حاصل ہے ۔

صحابی کے جنازے کو فرشتوں کا کندھا دینا ۔

(۲۴) عن قتادة قال لما حملت جنازة سعد بن معاذ قال المنافقون ما اخف جنازته وذلک لحکمه فی قریظة فبلغ ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان الملائکة تحمله (ترمذی)

حضرت قتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب سعد بن معاذؓ کا جنازہ اٹھا، تو منافقین کہنے لگے، ان کا جنازہ کتنا ہلکا ہے اور درحقیقت یہ اس فیصلے کی پاداش میں ہے جو انہوں نے بنو قریظہ کے سلسلہ میں دیا تھا جب یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ "ان کا جنازہ بظاہر اس لئے ہلکا معلوم ہو رہا ہے کہ فرشتوں نے اس کو اٹھایا ہوا ہے ۔

صحابہ کو قرآن سنانے کا اللہ کی طرف سے حکم ہونا ۔

(۲۵) عن انس رضی اللہ عنہ قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بن کعب ان اللہ امرنی ان اقرأ علیک القرآن قال اللہ سمانی لک قال نعم قال وقد ذکرت عند رب العالمین قال نعم فذرفت عیناه (صحیح بخاری)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب سے فرمایا کہ " بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قرآن پڑھ کر سناؤں ، حضرت ابی بن کعب نے عرض کیا " کیا اللہ تعالیٰ نے آپ سے میرا نام لے کر فرمایا ہے ؟"

آپ نے فرمایا "ہاں" حضرت ابی بن کعب نے عرض کیا "کیا مجھے رب العالمین کی محفل میں یاد کیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا "ہاں" یہ سن کر حضرت ابی بن کعب رونے لگے۔

ف: ——— اس حدیث میں حضرت ابی بن کعب کی جو فضیلت بیان کی گئی ہے وہ اتنی بڑی ہے کہ اس پر خود انہیں یقین نہیں آرہا تھا، اس لئے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار پوچھا تھا اور جب پوری وضاحت سے بات سامنے آگئی۔ تو مارے خوشی کے رونے لگے۔

اللہ کا صحابی کی قسم کو پورا کرنا۔

(۳۶) عن انس بن مالک رضہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کم من اشعث اغبر ذی طمرین لا یؤبہ لہ، لو اقسم علی اللہ لابرہ منھم البراء بن مالک

(سنن ترمذی)

حضرت انس حضور اقدس کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ کتنے ہی بکھرے ہوئے بال والے غبار آلود، بوسیدہ کپڑے پہننے والے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کو قسم دیں تو اللہ اسے ضرور پورا کردے، ان میں سے ایک براء بن مالک بھی ہیں۔

ف: ——— اللہ تعالیٰ کا کسی شخص کی قسم کا خیال رکھنا اور اس کی بات کا پاس کرلینا، اس شخص کے اللہ کے ہاں عظیم المرتبت ہونے کی دلیل ہے۔

فرشتوں کا صحابی کو غسل دینا

(۳۷) عن خزیمۃ بن ثابت رضہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی رأیت الملائکۃ تغسل حنظلۃ بن عامر بین السماء والارض بماء المزن فی صحاف الفضۃ۔

(ابن سعد)

حضرت خزیمہ بن ثابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ "بلاشبہ میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ حنظلہ بن عامر کو زمین اور آسمان کے درمیان نہلا رہے ہیں ان کے غسل کے لئے بادلوں کا ستھرا پانی ہے جو چاندی کے طشت میں رکھا ہوا ہے۔

ف: ——— ایک اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حمزہ رضہ کو بھی فرشتوں نے غسل دیا تھا

(طبرانی ، عن ابن عباس رض)

صحابی کا اللہ کی تلوار بن کر کفّار پر ٹوٹ پڑنا

(۲۸) عن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالد بن الولید سیف من سیوف اللہ سلّہ اللہ علی المشرکین ۔

(ابن عساکر)

حضرت عمرؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ " خالد بن ولید اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں جو اس نے مشرکین کی ہلاکت کے لئے نکال رکھی ہے ۔

فرشتے کا صحابی کو سلام کہلوانا ،

کئی ایک ایسے خوش نصیب صحابہ ہیں، جنہیں جبریل امین نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے سلام پہنچوایا ہے ان میں سے صرف چند صحابہ کے بارے میں احادیث یہاں نقل کی جاتی ہیں ۔

(۲۹) عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی جبریل فقال اقری عمر السلام و اعلمہ ان غضبہ عز و رضاہ عدل ۔

(ابونعیم)

حضرت انسؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ عمر سے سلام عرض کر دیجئے ، اور انہیں بتا دیجئے کہ ان کا غصہ (دین کے لئے) عزت ہے اور ان کا راضی رہنا ، عین عدل ہے ۔

ف : ــــــ حضرت عمرؓ راوی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ سے ارشاد فرمایا ۔ اے طلحہ ! یہ جبریل آپ کو سلام کہہ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں ، میں قیامت کی ہولناکیوں میں آپ کے ساتھ ہی ہوں گا یہاں تک کہ آپ کو ان سے نجات دوں (ابن عساکر)

حضرت عمرؓ ہی راوی ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے اور زبیرؓ پاس بیٹھے آپ سے مکھیاں وغیرہ ہٹا رہے تھے ۔ جب آپ کی آنکھ کھلی تو آپ نے زبیرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا " اے ابوعبداللہ ! یہ جبریل آپ کو سلام کہہ رہے ہیں کہ میں قیامت کے دن آپ کے ساتھ ہی ہوں گا ۔ یہاں تک کہ آپ کو جہنم کی تپش اور چنگاریوں سے نہ بچاؤں ۔

(ابن عساکر)

شیطان کا صحابیؓ سے بھاگنا

(۳۰) عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لانظر الی شیاطین الجن والانس قد فروا من عمر۔

(ترمذی)

حضرت عائشہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتی ہیں کہ "بے شک میں دیکھ رہا ہوں کہ شیاطین جن وانس عمر کو دیکھ کر بھاگ رہے ہیں۔"

ف: ——— ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضورؐ نے حضرت عمرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے ابن خطابؓ! اس ذات پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ شیطان تم سے جس راستہ سے بھی ٹکراتا ہے فوراً وہ راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ آسمان میں کوئی فرشتہ ایسا نہیں ہے جو عمر کی عزت نہ کرتا ہو اور زمین میں کوئی شیطان ایسا نہیں ہے، جو عمر سے نہ ڈرتا ہو (ابن عدی)

دو صحابہؓ کی رہنمائی کے لئے اندھیری رات میں روشنی ہونا۔

(۳۱) عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان رجلین من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرجا من عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی لیلۃ مظلمۃ ومعھما مثل المصباحین یضیئان بین ایدیھما، فلما افترقا صار مع کل واحد منھما احد حتی اتی اھلہ۔

(بخاری)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے دو آدمی گہری اندھیری رات میں آپؐ کی مجلس سے فارغ ہو کر اپنے اپنے گھروں کے لئے نکلے، تو یکایک ان کے سامنے دو چراغوں کی طرح مشعلیں روشن ہو گئیں (اور ان کی رہنمائی کرنے لگیں) پس (آگے جا کر) جب دونوں کے راستے الگ الگ ہوئے تو ہر ایک کے ساتھ ایک ایک چراغ ہو گیا۔

ف: ——— بخاری ہی کی ایک روایت ہے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو صحابہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشیر رضی اللہ عنہما تھے۔

جب کوئی شخص اپنی پوری زندگی میں اللہ تعالیٰ کے احکامات سامنے رکھ کر چلتا ہے اور زندگی کے کسی معاملہ میں بھی اپنی مرضی نہیں چلاتا، بلکہ اللہ کی رضا کو سامنے رکھ کر زندگی گذارتا ہے تو اس کو غائبت کا وہ

مقام نہیں ہو جاتا ہے کہ اللہ رب العزت بسا اوقات اس کائنات عنصری کو اس کی مرضی کے تابع کر دیتے ہیں۔ جسے انبیاء میں معجزہ اور غیر انبیاء میں کرامت کہا جاتا ہے۔

صحابہ کرام کی کرامتیں بے حد و حساب ہیں، اگر ان سب کو اکٹھا کیا جائے تو مستقل ایک ضخیم کتاب بن جائے۔ ذیل میں نمونے کے لئے اسی سلسلے کے کچھ مزید واقعات لکھے جاتے ہیں۔

کراماتِ صحابہؓ کے چند واقعات

حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم کئی صحابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، جب مجلس برخاست ہوئی اور ہم سب اپنے اپنے گھروں کے لئے نکلے تو دیکھا کہ باہر سخت گہری اندھیری رات ہے یکایک میری انگلیاں مشعل کی طرح روشن ہوگئیں اور تمام ساتھی ان کی روشنی سے رہنمائی لینے لگے۔ (طبرانی، بیہقی)

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت قریب آیا تو مرض الموت میں انہوں نے اپنی بیٹی حضرت عائشہؓ کو بلایا اور ترکہ کے معاملہ میں سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو تم دو بھائی اور دو بہنیں ہو، حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ یہ سن کر مجھے تعجب ہوا۔ اس لئے کہ ہم تو دو بھائی اور ایک بہن تھے۔ میرے تعجب کو دیکھتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جواب دیا "میری اہلیہ بنت خارجہ کو جو حمل ہے میرے خیال میں وہ لڑکی ہی کا ہے"۔ چنانچہ لڑکی ہی پیدا ہوئی۔ (مؤطا امام مالک)

حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ کے دو صاجزادوں کو رومیوں نے ایک جنگ میں قیدی بنا لیا اور انہیں اپنے ساتھ روم لے گئے۔ جب نماز کا وقت آتا تھا تو حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ عسقلان (مصر) میں چھت پر چڑھتے اور اپنے صاجزادوں کے نام لے لے کر انہیں نماز کے وقت سے آگاہ کرتے تاکہ وہ نماز پڑھ لیں اور اگر سوئے ہوئے ہوں تو بیدار ہو کر نماز کی تیاری کرلیں چنانچہ وہ دونوں روم میں اپنے والد کی آواز سنا کرتے تھے۔ (مجمع الزوائد) طبرانی)

حضرت عاصم بن ابی افلح رضؓ کی تمنا تھی کہ ان کی وفات کے بعد اللہ ان کے بدن کو مشرکین کے بے حرمتی کرنے سے محفوظ رکھے، چنانچہ جب وہ شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی نعش کی حفاظت کے لئے بھیڑوں کو بھیج دیا اور وہ بھیڑیں ان کی نعش کے گرد بادل کی طرح چھاگئیں۔ اس طرح کسی مشرک کی جرأت نہیں ہوئی کہ بڑھ کر ان کی نعش کی بے حرمتی کر سکے۔ (بخاری و مسلم، عن ابی ہریرہ)

حضرت ابوہریرہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک جہاد میں مسلمانوں کے سردار حضرت علاء حضرمی رضؓ خشک بے آب و گیاہ صحرا میں ——— پانی کے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے فوراً بارش نازل فرمادی۔ اسی طرح دوران جہاد میں ایک مرتبہ دریا آڑے آیا۔ تو انہوں نے دعا کی اور ہم سب

دریا سے اسی طرح چلتے ہوئے پار ہو گئے، جس طرح خشکی پر چلا جاتا ہے اور ہم میں سے کسی کے پیر بھیگے تک نہیں۔ (طبرانی)

اسی طرح حدیث اور تاریخ کی کتابوں میں آتا ہے کہ مسلمانوں کا لشکر جس میں حضرات صحابہ کرامؓ بھی شامل تھے جب پیش قدمی کرتا ہوا دریائے دجلہ تک پہنچا تو انہوں نے دریا کو اسی طرح چل کر پار کر لیا۔ جس طرح خشکی پر چلا جاتا ہے، ایرانی یہ دیکھ کر کہنے لگے "دیوانہ ھا آمدند" یعنی دیوانے آ رہے ہیں، ——— اور میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

(بیہقی تاریخ ابن جریر، ابونعیم)

ایک صحابی اپنے گھر آئے تاکہ کھانا کھائیں، گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا یہ باہر نکلے تاکہ کچھ بندوبست کریں، ان کی اہلیہ نے جب یہ ماجرا دیکھا تو کھڑی ہوئیں اور آٹا پیسنے کی چکی اٹھائی اور تنور کے پاس رکھ دی اور اسے گھما کر دعا کرنے لگیں کہ "اللھم ارزقنا" اے اللہ آپ ہمیں رزق عطا فرمائیے، اب جو دیکھتی ہیں تو چکی میں گندم بھرے ہوئے ہیں اور آٹا پس پس کر نکل رہا ہے دوسری طرف تنور کو دیکھا تو اس میں روٹیاں پک کر تیار تھیں۔

(چنانچہ دونوں میاں بیوی نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا، اس کے بعد ان دونوں کو تجسس ہوا کہ دیکھیں آٹا کہاں سے آ رہا ہے تو انہوں نے چکی کے پاٹ علیحدہ علیحدہ کئے تو آٹا پسنا یکدم بند ہو گیا) انہوں نے یہ قصہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تو آپ نے فرمایا کہ "اگر تم چکی کے پاٹ نہ اٹھاتے تو قیامت تک آٹا نکلتا رہتا۔ (بزار، طبرانی)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک سریہ میں بھیجا اور حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح کو ہمارا امیر بنایا ہماری ذمہ داری یہ تھی کہ قریش کے ایک قافلہ کا کھوج لگائیں حضورؐ نے ہمارے کھانے کے لئے ایک بڑے تھیلے میں کھجوریں بھر کر دی تھیں ہمارے پاس کھانے کے لئے ان کھجوروں کے سوا کچھ نہ تھا۔ حضرت ابوعبیدہؓ ہمیں ایک ایک کھجور فی آدمی دیا کرتے تھے ہم اس ایک کھجور کو کھالیتے اور اس پر پانی پی لیتے تو یہ غذا ہمارے لئے رات تک کافی ہوتی تھی اور بعض اوقات ہم درختوں کے پتے توڑ کر انہیں ابال کر بھی کھا لیتے تھے۔

اسی سریہ میں جب ہم سمندر کے کنارے پہنچے تو سمندر نے ایک بڑی بھاری مچھلی جسے عنبر کہتے ہیں، ہمارے سامنے ساحل پر لا پھینکی، ہم نے اس مچھلی سے اٹھارہ دن تک پیٹ بھر کر کھانا کھایا وہ اتنی بڑی تھی کہ حضرت ابوعبیدہؓ نے اس کی پیمائش کے لئے تیرہ آدمیوں کو اس کی ایک آنکھ پر بٹھا کر دیکھا تو وہ سب سما گئے۔ پھر اس کی پسلیوں کی پیمائش کی گئی۔ تو سب سے اونچے اونٹ پر سب سے لمبے آدمی کو بٹھایا گیا۔ مگر پھر بھی یہ دونوں جب اس کے نیچے سے گزرے تو سوار کا سر

پسلی سے نہ ٹکرایا ۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابوسفر بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ جب حیرہ میں بنی مرازبہ کے سرداروں سے گفت وشنید کرنے گئے ۔ تو انہوں نے خالد کی میزبانی کے لئے شربت پیش کیا ۔ ساتھ جانے والے مسلمانوں نے کہا ۔ احتیاط کیجئے اس میں انہوں نے زہر ملایا ہے ۔ حضرت خالد بن ولید نے فرمایا کوئی بات نہیں یہ کہکر شربت اٹھایا اور بسم اللہ کہہ کر پی گئے اور انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا (مسند ابی یعلی، طبرانی)

اسی طرح حضرت خیثمہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس شراب کا مٹکا لایا گیا تو آپ نے دعا کی کہ اے اللہ اس شراب کو شہد سے بدل دیجئے ۔ چنانچہ وہ شراب شہد میں بدل گئی ۔

(ابن ابی الدنیا)

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں ـــــــــ کہ جس دن حضرت عثمانؓ کی شہادت ہوئی ہے اس دن آپ روزے سے تھے اور آپ نے صبح اٹھ کر فرمایا تھا کہ میں نے رات کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے آپ مجھ سے فرما رہے تھے کہ "عثمان روزہ ہمارے ساتھ کھولنا" چنانچہ اسی دن آپ شہید ہو گئے (مستدرک حاکم)

حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص نے حضرت سعد بن معاذؓ کی قبر سے مٹی اٹھائی تو اس سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی یہ دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور سے خوشی کا اظہار ہونے لگا اور آپ نے فرمایا " سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ ، (کنز العمال)

حضرت سفینہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں جنگل میں بھٹک گیا تو ایک شیر آ نکلا وہ مجھ پر حملہ کرنا چاہتا تھا، میں نے اس سے کہا "اے شیر ! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں" شیر نے گردن جھکا دی، میں اس پر بیٹھ گیا، وہ مجھے لیکر جنگل سے نکل آیا اور میرے راستے تک مجھے پہنچا دیا ۔ (کنز العمال)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ جہاد کے لئے ایک لشکر بھیجا جس کا امیر آپ نے ساریہ نام کے ایک شخص کو بنایا ۔ ایک دن آپ مدینہ میں منبر پر بیٹھے خطبہ دے رہے تھے کہ یکایک آپ نے فرمایا ۔ اے ساریہ ! پہاڑ کی طرف ہو جاؤ ۔ اس کے بعد آپ کا خطبہ حسب سابق چلتا رہا ۔ جب وہ لشکر فتحیاب ہو کر مدینہ منورہ واپس پہنچا تو اہل لشکر سے حضرت عمرؓ نے جنگ کا حال پوچھا تو انہوں نے عرض کیا کہ امیر المومنین ہم دشمن سے برسر پیکار تھے ، دشمن مسلسل ہم پر غالب تھا ، یکایک ایک آواز سنائی دی کہ " اے ساریہ ! پہاڑ کی طرف ہو جاؤ ، اے ساریہ ! پہاڑ کی طرف ہو جاؤ چنانچہ ہم سب پہاڑ کی طرف سمٹ آئے اور اس طرح اس چال سے اللہ رب العزت نے دشمنوں کو شکست دلوادی ۔ (بیہقی ، الاصابہ)

دریائے نیل کے بارے میں اہل مصر کا اعتقاد تھا کہ جب تک اسے نوجوان لڑکی کی قربانی نہ دی جائے، اس میں پانی ضرورت کے مطابق نہیں چڑھتا، حضرت عمر فاروق رضؓ کے عہد میں بھی ایسا ہی ہوا دریائے نیل میں پانی کم تھا، لوگوں نے حسب سابق بھینٹ چڑھانے کا بندوبست کیا، گورنر مصر نے حضرت عمرؓ کو سارا قصہ لکھ بھیجا، آپ نے دریائے نیل کے نام ایک چھٹی لکھی کہ "اے نیل اگر تو اللہ کے حکم سے بہتا ہے تو بہتا رہ اور اگر تو اللہ کا حکم نہیں مانتا تو ہمیں تیری کوئی پرواہ نہیں" یہ چھٹی نیل میں ڈالدی گئی اس کے بعد پھر کبھی دریائے نیل میں پانی میں قلت کی شکایت نہیں ہوئی۔

حضرت اسید بن حضیرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رات کو میں نماز میں سورہ بقرہ کی تلاوت کر رہا تھا۔ قریب ہی میرا گھوڑا بندھا ہوا تھا یکایک گھوڑے نے اچھلنا شروع کردیا۔ میں سہم کر خاموش ہوگیا تو گھوڑا بھی پرسکون ہوگیا۔ پھر جب میں نے دوبارہ تلاوت شروع کی تو گھوڑے نے پھر اچھل کود شروع کردی میں پھر خاموش ہوگیا تو گھوڑا بھی پرسکون ہوگیا۔ پھر جب بار تلاوت شروع کی تو گھوڑے نے پھر اچھلنا شروع کردیا میرا بیٹا یحیٰی میرے پاس ہی لیٹا تھا۔ میں ڈر گیا کہ کہیں گھوڑے کی اچھل کود میں وہ زخمی نہ ہوجائے۔ لہٰذا میں نے تلاوت بند کردی تو گھوڑا بھی سکون ہوگیا۔ اب جو آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتا ہوں تو بدلی سی چھائی ہوئی ہے اور اس میں چراغوں کی طرح روشنیاں بکھری ہوئی ہیں حتیٰ کہ وہ روشنیاں آسمان کی طرف چڑھتے چڑھتے غائب ہوگئیں۔ صبح جب میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کا قصہ سنایا تو آپ نے فرمایا۔ ابن حضیر جانتے ہو وہ کیا تھا؟ "میں نے عرض کیا۔ نہیں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا" وہ فرشتے تھے جو تمہاری آواز سننے کے لئے قریب آئے تھے، اگر تم صبح تک تلاوت کرتے رہتے، تو تمام لوگ ان کو دیکھ لیتے اور فرشتے ان سے پوشیدہ نہ رہتے۔

(بخاری، نسائی، مسند احمد، مستدرک حاکم)

جب حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو مشرکین نے مکہ میں قید کر رکھا تھا۔ تو ان کے پاس بند کمرے میں کھانے کے لئے انگور موجود ہوتے تھے، حالانکہ پورے مکہ میں اس وقت انگوروں کا کوئی وجود نہیں ہوتا تھا۔ (بخاری عن ابی ہریرہؓ)

حضرت عامر بن فہیرہؓ جب شہید ہوئے تو کفار نے اُن کے جسم کو تلاش کرنا شروع کیا۔ مگر وہ کہیں نہیں ملا، حضرت عامر بن طفیل بیان کرتے ہیں جب وہ قتل ہوئے تو میں نے دیکھا کہ ان کی لاش کو اوپر آسمان کی طرف اٹھایا جا رہا ہے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا، اہل قلعہ نے مطالبہ رکھا کہ اگر خالد زہر کا پیالہ پی لیں تو ہم اسلام قبول کرلیں گے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے زہر کا پیالہ پی لیا اور انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

حضرت براء بن مالک رضی کے بارے میں پیچھے گذر چکا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر وہ اللہ کو قسم دیں تو اللہ اسے ضرور پورا کردیں۔ چنانچہ مسلمان جب جہاد پر نکلے اور لڑائی اپنی شدت پر پہنچی تو لوگ ان سے عرض کرتے کہ آپ اللہ کو ہمیں فتحیاب کرنے کی قسم دیجئے تو آپ یہ دعا کیا کرتے، کہ اے میرے رب آپ کو قسم ہے کہ جب ہم دشمنوں سے لڑ چکے ہیں تو آپ اب ان کو شکست بھی دلوا دیجئے۔ چنانچہ اس دعا کے بعد مسلمان فتحیاب ہوجاتے۔ چنانچہ قادسیہ کے معرکہ کے دن آپ نے دُعا کی کہ اے میرے رب جب آپ ہماری دشمنوں سے مڈبھیڑ کروائیں تو پہلا وہ شخص جسے شہادت کا شرف حاصل ہو مجھے بنایئے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا کو مشرکین نے اسلام قبول کرنے پر سخت اذیتیں پہنچائیں، مگر انہوں نے اسلام نہیں چھوڑا، حتیٰ کہ ان ظالموں نے عذاب دے دے کے ان کو اندھا کر دیا۔ جب وہ اندھی ہوگئیں تو مشرکین کہنے لگے اس کی بینائی کو لات اور عزّیٰ نے چھین لیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا، نہیں، خدا کی قسم ہرگز ایسا نہیں ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں میں دوبارہ روشنی پیدا فرمادی۔

(الاصابہ)

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا جب ہجرت کر کے مکہ سے نکلیں، تو ان کے پاس نہ کھانے کو کچھ تھا، نہ پینے کو دوران سفر پیاس کی شدت سے نوبت یہاں تک پہنچی کہ قریب تھا کہ دم نکل جائے وہ روزے سے تھیں، جب افطار کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے پاس کچھ سرسراہٹ محسوس کی، سر اٹھا کر دیکھا تو ایک ڈول پانی سے بھرا ہوا فضاء میں معلق نظر آیا، انہوں نے اس میں سے پانی پیا۔ یہاں تک کہ اچھی طرح سیراب ہوگئیں، ان کا بیان ہے کہ اس کے بعد تمام زندگی میں نے کبھی پیاس محسوس نہیں کی۔

حضرت ہشام بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں اپنے وفد کے ساتھ بادشاہ روم کو اسلام کی دعوت دینے گیا، تو ہم نے اس سے کہا لاالٰہ الا اللہُ، اللہ اکبرُ۔ ان کلمات کا زبان سے نکلنا تھا کہ پورا کمرہ لرزنے لگا۔ اور ایک زلزلہ سا آگیا۔ (بیہقی)

یہ تو محض چند نمونے ہیں، ورنہ صحابہ کرام کی کرامتیں بے حد حساب ہیں جو حضرات تفصیلات چاہتے ہوں، وہ ان کی زندگیوں کے بارے میں لکھی ہوئی کتابوں کا مطالعہ کریں، اردو زبان میں اس سلسلے میں "حیات الصحابہ" مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بہت مفید کتاب ہے۔

صحابہ حضور کی نظر میں

اس باب میں ہم اس امر کا جائزہ لیں گے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہر ہر صحابی کے بارے میں انفرادی طور پر کیا فرمایا۔ نیز آپ نے اپنے ہر ہر صحابی میں انفرادی طور پر کیا خصوصیت محسوس کی ہے۔ بلکہ بسا اوقات ایسا بھی ہے کہ ایک ہی خصوصیت کئی ایک صحابہ میں مشترک طور پر بیان کی گئی ہے۔ تمام صحابہ کا استقصاء تو ممکن نہیں، نمونے کے لئے چند صحابہؓ ذکر کئے جاتے ہیں۔

اسلام میں جو مقام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے کسی صحابی کو نہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کے بارے میں ارشاد ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں، جس کا احسان ہم پر ہو اور ہم نے نہ اتار دیا ہو، سوائے ابوبکر کے کہ ان کے احسانات ہم پر اتنے ہیں کہ ان کا بدلہ اللہ رب العزت ہی قیامت میں دیں گے۔ مجھے کسی کے مال سے اتنا فائدہ نہیں پہنچا جتنا ابوبکر کے مال سے پہنچا ہے اگر میں انسانوں میں سے کسی کو بھی اپنا خلیل (گہرا دوست) بناتا تو ابوبکر کو بناتا، مگر تمہارے اس ساتھی کا (یعنی میرا) خلیل تو اللہ ہے (ترمذی، عن ابی ہریرہ)

ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "جس قوم میں ابوبکر ہو، اس میں کوئی امامت کے لئے پیش قدمی نہ کرے۔" (ترمذی عن عائشہؓ)

ایک اور حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ "اے ابوبکر! تم میرے حوض کوثر کے بھی ساتھی ہو۔ اور میرے غار کے بھی ساتھی ہو۔"

مسلمانوں کے نزدیک حضرت صدیق اکبر کے بعد سب سے افضل صحابی حضرت عمر فاروقؓ ہیں جن کے بارے میں حدیث میں آتا ہے کہ "سورج عمر سے زیادہ کسی اچھے آدمی پر طلوع نہیں ہوا۔" (ترمذی عن جابرؓ)

ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔" (ترمذی عن عقبہ بن عامر)

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ "اللہ رب العزت نے حق کو عمر کی زبان کے ساتھ رکھ دیا ہے سو وہ ہمیشہ حق ہی کہتے ہیں (ابوداؤد عن ابی ذر الغفاری)

حضرات شیخین رضی اللہ عنہما

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو شیخین کہا جاتا ہے بکثرت احادیث

میں ان دونوں حضرات کے ایک ساتھ فضائل بھی آئے ہیں ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ مہاجرین والنصار کے پاس تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت ابوبکر اور عمر کی طرف دیکھتے، یہ دونوں حضرات بھی حضورؐ کی طرف دیکھتے، یہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ کر مسکراتے اور حضورؐ بھی ان کو دیکھ کر مسکراتے ۔ یہ برتاؤ ان دونوں حضرات کے ساتھ بالخصوص تھا اور بقیہ تمام صحابہ کیساتھ بالعموم (ترمذی)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر نبی کو دو وزیر اہل آسمان میں سے دیئے جاتے ہیں اور دو اہل زمین میں سے میرے دو وزیر آسمان والوں میں سے جبرائیل اور میکائیل ہیں اور زمین والوں میں سے ' ابوبکر اور عمر ۔ (ترمذی، عن ابی سعید خدری)

ایک دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ لوگو ! اب جو آدمی تمہارے سامنے آئے گا وہ جنت والوں میں سے ہے دیکھا تو حضرت ابوبکر آرہے ہیں ۔ پھر آپ نے فرمایا ۔ اب جو آدمی آئے گا وہ بھی جنت والوں میں سے ہے دیکھا تو حضرت عمر فاروق آرہے ہیں ۔ (ترمذی عن عبداللہ بن مسعود)

ایک اور حدیث میں حضرت عمرو بن العاص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ۔ میرا ارادہ ہے کہ معاذ بن جبل، سالم، ابی بن کعب اور ابن مسعود کو تبلیغ کے مختلف جماعتوں کے پاس بھیجوں جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ نے حواریین کو بھیجا تھا ایک شخص نے عرض کیا کہ اس کام کے لئے آپ حضرت ابوبکر اور عمر کو کیوں نہیں بھیجتے کہ وہ دونوں اہل ہیں ۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا ۔ میں ان دونوں سے استغنا نہیں ہو سکتا (ہر لمحہ ان کی ضرورت پڑتی رہتی ہے) کیونکہ یہ دین کے لئے بمنزلہ کان اور آنکھ کے ہیں (طبرانی)

ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ " مجھے معلوم نہیں کہ میں تمہارے درمیان کتنے دن اور رہوں گا ۔ لہٰذا (کہے دیتا ہوں کہ) میرے بعد ان دونوں کی اقتدا کرنا، اور اشارہ فرمایا ۔ حضرت ابوبکر اور عمر کی طرف اور عمار کے طریق پر چلنا اور عبداللہ بن مسعود تم سے جو حدیث بیان کرے اسے صحیح سمجھنا ۔ (ابوداؤد ۔ ترمذی عن حذیفہ بن یمان)

ایک حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکل کر مسجد میں تشریف لائے ابوبکر اور عمر میں سے ایک آپ کی دائیں طرف تھے اور دوسرے بائیں طرف ۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے ۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ قیامت کے دن ہم تینوں اسی طرح اٹھائے جائیں گے ۔

(ترمذی عن عبداللہ بن عمر)

ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے روز قبر سے اٹھنے والا

سب سے پہلا شخص میں ہوں گا، پھر ابوبکر اٹھیں گے پھر عمر۔ پھر ہم تینوں بقیع کے قبرستان میں آئیں گے اور وہاں کے دفن شدہ مردے اٹھائے جائیں گے پھر ہم سب اہل مکہ کا انتظار کریں گے، یہاں تک پھر حرمین کے درمیان (چلتے ہوئے ہم تینوں) میدان حشر میں آئیں گے (ترمذی عن عبداللہ بن عمر)

ایک اور حدیث میں حضرت ابوبکر اور عمر کے بارے میں ارشاد ہے کہ یہ دونوں انبیاءؑ کو چھوڑ کر ان تمام اہل جنت کے اگلے اور پچھلے لوگوں کے سردار ہوں گے جو ادھیڑ عمر میں دنیا سے اٹھائے جائیں گے (ترمذی، عن انس بن مالکؓ)

ایک اور حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جنت میں نیچے کے درجہ والے اوپر کے درجہ والوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان کے کنارے طلوع ہونے والے ستارے کو دیکھتے ہو اور ابوبکر اور عمر اپنی بلند درجہ والوں میں ہیں بلکہ ان میں بھی اعلیٰ مرتبہ پر۔

(ابوداؤد، ترمذی عن ابی سعید الخدری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ چاندنی رات میں جبکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک میری گود میں رکھے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا کوئی ہے جس کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہوں؟ فرمایا "ہاں عمر ہے"۔ میں نے عرض کیا میرے والد ابوبکر کی نیکیوں کا کیا حال ہے؟ فرمایا۔ عمر کی تمام نیکیاں ابوبکر کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔

(رزین، جامع الاصول)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان کے فضائل مستقل طور پر آگے ایک باب میں بیان کئے جائیں گے۔ البتہ یہاں ان روایتوں کو ذکر کر دیا جاتا ہے، جن میں شیخین کے ساتھ حضرت عثمان کا ذکر آیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو سمجھتے تھے۔ پھر اس کے بعد حضرت عمر رضؓ کو اور پھر حضرت عثمان رضؓ ان تین کے علاوہ تمام صحابہ کو ایک درجہ میں رکھتے تھے، کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں دیتے تھے۔ (بخاری، ابوداؤد)

ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ۔ ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جبکہ آپؐ حیات تھے کہا کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل اس امت میں حضرت ابوبکر رضؓ ہیں پھر حضرت عمر رضؓ اور پھر حضرت عثمان رضؓ۔ (ابوداؤد)

ایک حدیث میں حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کے صاحبزادے محمد بن الحنیفہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے

والد (حضرت علی رض) سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انسانوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ انہوں نے فرمایا "ابوبکر" میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا "عمر" (محمد بن حنیفہ کہتے ہیں کہ) مجھے ڈر ہوا کہ اگر میں پوچھوں، پھر کون؟ "تو وہ کہہ دیں گے، عثمان" لہٰذا میں نے خود سے کہا کہ "پھر آپ" فرمایا۔ میں تو عام مسلمانوں میں ایک مسلمان ہوں۔ (بخاری، ابوداؤد)

یہ درحقیقت حضرت علی رض کی تواضع ہے۔

حضرت انس بن مالک رض بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جبل احد پر چڑھے آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ یکایک پہاڑ ہلنے لگا۔ حضور نے اپنا قدم مبارک اس پر مارا اور پھر فرمایا۔ احد تھمے رہو، تمہارے اوپر اس وقت صرف ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (بخاری، ابوداؤد، ترمذی)

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم "بیر اریس" پر بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے ان تینوں کو ایک ایک کر کے جنّت کی بشارت دی تھی۔ وہ پوری حدیث فضائل عثمان" والے باب میں آگے آرہی ہے۔

نیز وہ حدیث بھی جس میں کنکریوں کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں تسبیح پڑھنا پھر حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ہاتھ میں کنکریوں کی تسبیح کا جاری رہنا بیان ہوا ہے۔ فضائل عثمان میں ذکر کی جائے گی۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ وہ سعادت مند شخص ہیں، جنہیں کمسنی میں دولت اسلام نصیب ہو گئی تھی بچوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے آپ ہی ہیں۔

ہجرت کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار میں مواخات کرائی۔ تو حضرت علی رض آپ کے پاس روتے ہوئے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے تمام صحابہ میں مواخات کرادی اور مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم میرے بھائی ہو، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ (ترمذی عن عبداللہ بن عمر)

اسی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔ میں جس کا ولی ہوں، علی بھی اس کے ولی ہیں (ترمذی عن زید بن ارقم)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ "علی تم میرے لئے ایسے ہی ہو جیسے ہارون (علیہ السلام) موسیٰ (علیہ السلام) کے لئے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (مسلم عن سعد بن ابی وقاص)

ایک حدیث میں ارشاد ہے "علی مجھ سے ہیں، اور میں علی سے ہوں۔ (ترمذی عن عمران بن حصین)

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پرندہ پکا ہوا رکھا تھا۔ آپ نے دعا فرمائی۔ اے اللہ آپ اپنی مخلوق میں سب سے محبوب شخص کو میرے پاس بھیج دیجئے، جو میرے ساتھ شریک ہو کر اس پرندے کو کھائے۔ چنانچہ حضرت علی رضؓ آئے اور آپ کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گئے (ترمذی عن انس بن مالک)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ "میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔

(ترمذی عن علی بن ابی طالب)

حضرات ختنینؓ رضی اللہ عنہما

عربی زبان میں "ختن" داماد کو کہتے ہیں ختنین سے مراد حضرت عثمان غنی اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما ہوتے ہیں، کیونکہ ان دونوں حضرات کو یہ سعادت حاصل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں ان کے عقد ازدواج میں تھیں۔ بعض احادیث میں اُن دونوں کی اہمیت بھی یکجا بیان کی گئی ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کے پاس ایک شخص آیا اور حضرت عثمان کے بارے میں سوال کرنے لگا آپ نے ان کے اعمال حسنہ بیان کئے پھر فرمایا۔ عجب نہیں کہ تجھے یہ تعریف ناگوار گزر رہی ہو۔" (کیونکہ تیرے دل میں تو حضرت عثمان کی طرف سے بغض بھرا ہوا ہے) اس نے کہا۔ ہاں، آپ نے فرمایا۔" اللہ تعالیٰ تیری ناک کو خاک آلود کرے۔" (اور تو ذلیل و خوار ہو) پھر اس شخص نے حضرت علی کی بابت سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ " دیکھو یہ ان کا گھر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں کے عین وسط میں ہے (اور اسی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا تعلق اور محبت معلوم ہو جاتا ہے) مگر شاید تجھے یہ بھی ناگوار گزر رہا ہو۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تیری ناک کو خاک آلود کرے (اور تیری جلن حسد مزید بڑھے) جا ان دونوں حضرات کی تحقیر کے لئے جو کچھ کر سکتا ہے کر ڈال۔" (تیرے سب کچھ کرنے سے بھی اللہ تعالیٰ نے جو فضیلت ان دونوں حضرات کو دی ہے۔ اس میں کوئی کمی نہ آئے گی۔ (بخاری)

ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرے صحابہ اور میرے دامادوں کے بارے میں میری رعایت کیا کرو، جو شخص ان کے بارے میں میری رعایت کرے گا۔ اللہ جل شانہ دنیا اور آخرت میں اس کی حفاظت فرمائیں گے اور جو ان کے بارے میں میری رعایت نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے بری ہیں۔ اور جس سے اللہ تعالیٰ بری ہیں کیا بعید ہے کہ وہ اس کی گرفت میں آ جائے۔

(حکایات صحابہ)

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ "تم میرے صحابہ کے بارے میں میری رعایت کیا کرو اور ان لوگوں کے بارے میں بھی میری رعایت کیا کرو، جنکی بیٹیاں میرے نکاح میں یا میری بیٹیاں ان کے نکاح میں ہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ قیامت کے دن کسی قسم کے ظلم کا مطالبہ کریں، کہ وہ معاف نہیں کیا جائے گا۔
(خطیب، ابن عساکر عن سہل بن مالک)

حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

مذکورہ چاروں حضرات یعنی شیخین و ختنین، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم خلفائے راشدین کہلاتے ہیں ان چاروں کے فضائل انفرادی اور اجتماعی طور پر بہت سی احادیث میں آئے ہیں بعض احادیث میں ایک ساتھ بھی آئے ہیں، جن میں سے ایک اہم حدیث نمبر ۱۸ کے ذیل میں گذر چکی ہے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہم صحابہ کے پاس آئے آپ کا دایاں ہاتھ حضرت ابوبکر تھامے ہوئے تھے اور بایاں ہاتھ حضرت عمر، حضرت علی آپ کی چادر پکڑے ہوئے تھے اور حضرت عثمان پیچھے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اسی طرح رب کعبہ کی قسم ہم جنت میں داخل ہوں گے (ابن عساکر)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ اللہ کی رحمت نازل ہو ابوبکر پر کہ انہوں نے اپنی بیٹی میری زوجیت میں دی، دار الہجرت آنے کے لئے میری سواری کا انتظام کیا، غار میں میرے ساتھ رہے اور بلال کو (میری خواہش پر) اپنے مال سے (خریدا اور لوجہ اللہ) آزاد کیا۔ اور اللہ رحمت نازل فرمائے عمر پر کہ ______ حق بات کہتا ہے اگرچہ (کسی کو کیسی ہی) تلخ (ناگوار) ہو۔ اور حق گوئی نے اس کو ایسا بنا چھوڑا ہے کہ اس کا کوئی (خود غرض) دوست ہی نہیں اور اللہ رحمت نازل فرمائے عثمان پر کہ اس کا غلبہ حیا دیکھ کر فرشتے بھی اس سے شرماتے ہیں اور اللہ رحمت نازل فرمائے علی پر بار الہا! حق کو اس کے ساتھ پھیر جدھر بھی وہ جائے۔ (ترمذی عن علی)

عشرہ مبشرہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حضرت طلحہ بن عُبید اللہ رضی اللہ عنہ:-

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "طلحہ کے لئے جنت لازم ہو گئی ہے۔"
(ترمذی عن زبیر بن العوام)

ایک حدیث میں ہے کہ طلحہ وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے کیا ہوا عہد اور نذر پوری کر دی ہے مِمَّن قضٰی نحبہٗ (ترمذی عن موسیٰ بن طلحہ)

غزوۂ احد میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مشرک نے تلوار کا وار کیا اور حضرت طلحہ نے اپنے سے اسے روکا اور ہاتھ کٹ گیا تو بے ساختہ ان کی زبان سے نکلا "خوب" تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ طلحہ! اگر تم بسم اللہ کہتے تو اسی وقت فرشتے (تمہارے جذبہ اور ایمان پر رشک کرتے ہوئے) تمہیں سب لوگوں کے سامنے آسمان پر لے جاتے (اور اس قربانی پر مسرت کا اظہار کرتے) (ابونعیم عن جابر بن عبداللہ)

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ:۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر نبی کا ایک حواری (خالص مددگار) ہوتا ہے اور میرے حواری زبیر ہیں۔ (بخاری، مسلم، ترمذی عن جابر بن عبداللہ)

غزوۂ خندق کے موقع پر اسلام کی حفاظت کے لئے حضرت زبیر کی بے مثال جرأت کو خراج تحسین دیتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "فداک ابی وامی" "تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں" (بخاری، مسلم، ترمذی، عن عبداللہ بن زبیر)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ:۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "اے اللہ! سعد جب کبھی آپ سے دعا کریں تو ضرور قبول کیجئے۔ (ترمذی عن سعد بن ابی وقاص)

غزوۂ احد کے موقع پر ان کی بے مثال دلیری دیکھتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں" (بخاری، مسلم)

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "میری امت کے مالداروں میں سب سے پہلے عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں داخل ہوں گے۔ (مسند بزار عن انس)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ "اگر تمہارے ہاں عبدالرحمٰن رشتہ دیں تو اس کا رشتہ قبول کر لو، اس لئے کہ وہ بہت اچھے مسلمانوں میں سے ہیں (ابن عساکر عن سیرۃ بن صفوان)

عشرۂ مبشرہ کے علاوہ دیگر صحابہ کا تذکرہ اکثر و بیشتر حروف تہجی کی ترتیب سے کیا جائے گا۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ:۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ محبت مجھے اسامہ سے ہے۔ (مسند احمد عن ابن عمر رض)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنی ایک ایک ران پر بٹھاتے اور دعا فرماتے اے اللہ! تو ان دونوں سے محبت کر اس لئے کہ میں بھی ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔ (بخاری عن اسامہ بن زید)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو مسلسل دس سال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا شرف حاصل رہا ہے، ان کی والدہ کی درخواست پر حضور ﷺ نے انہیں یہ دعا دی تھی اللھم اکثر مالہ وولدہ وبارک لہ فیما اعطیتہ۔ اے اللہ اس کو خوب مال اور اولاد دیجئے اور اس کے رزق میں برکت عطا فرمایئے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، عن انس بن مالک) چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے بہت سے بکھرے ہوئے بال والے، غبار آلود، بوسیدہ کپڑے پہننے والے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کو قسم دیں تو اللہ اُسے ضرور پورا کر دے ان میں سے ایک براء بن مالک ہیں۔ (ترمذی عن انس بن مالک)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ بلال! رات میں نے جنت میں اپنے سے آگے تمہارے قدموں کی چاپ سنی ہے (بخاری، مسلم، عن ابی ہریرہ)

ایک حدیث میں ہے اہل حبش میں سے سب سے پہلے جنت میں جانے والے بلال ہوں گے (ابن عساکر عن الحسن مرسلاً)

ایک اور حدیث میں ہے کہ "جب بلال تمہیں میری کوئی حدیث سنائیں تو اسے سچ جانو۔ کیونکہ بلال جھوٹ نہیں بولتے" (ابن عساکر عن امرأۃ بلال)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ "بلال اچھے آدمی ہیں، ان کی پیروی ایک مسلمان ہی کر سکتا ہے وہ قیامت کے دن تمام مؤذنوں کے سردار ہوں گے (ابن ماجہ، طبرانی، مستدرک عن زید بن ارقم)

حضرت جندب بن جنادہ ابوذر الغفاری رضی اللہ عنہ:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر کوئی شخص بھی ابوذر سے زیادہ سچا اور ابوذر سے زیادہ وعدہ کا پابند نہیں ہے۔ یہ عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) جیسے ہیں (ترمذی عن ابی ذرؓ)

ایک اور حدیث میں الفاظ یہ ہیں کہ ابوذر اس زمین پر حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے زہد کے مطابق زندگی گزار رہے ہیں (ترمذی عن ابی ذرؓ)

حضرت حارث بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جو شخص کسی ایسے شخص کو دیکھ کر خوش ہونا چاہتا ہے، جس کے دل کو اللہ نے اپنے نور سے بھر دیا ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ حارث بن مالک کو دیکھے (طبرانی عن حارث بن مالک)

حضرت حارث بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ

حضرت حارثہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذرا، آپ کے ساتھ کوئی بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے سلام کیا اور اس خیال سے چلا آیا کہ آپ کی گفتگو میں حرج ہوگا۔ جب میری حضورؐ سے دوبارہ ملاقات ہوئی، تو آپ نے مجھ سے پوچھا، تم نے ان صاحب کو دیکھا تھا جو میرے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے میں نے عرض کیا جی، آپ نے فرمایا۔ وہ جبریل علیہ السلام تھے۔ اور انہوں نے تمہارے سلام کا جواب بھی دیا تھا۔ (طبرانی، ابونعیم، عن حارثہ بن نعمان)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت سے ارشاد فرمایا "جب تک تم خدا اور اس کے رسول کی مدافعت میں اشعار کہتے رہتے ہو، جبرئیل امین برابر تمہاری مدد کرتے رہتے ہیں۔ (مسلم عن عائشہ)

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا۔ حسان! قریش کی ہجو کیا کرو اس لئے کہ تمہارے اشعار ان کے لئے تیر سے زیادہ تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ (بیہقی عن عائشہ)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ

حضرت حذیفہؓ صحابہ کے درمیان "سر النبی" یعنی رازدار رسول کے نام سے مشہور تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تمام منافقین کے نام سے آگاہ کر رکھا تھا۔

ان کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فتنوں اور احوال قیامت کے بارے میں بہت پوچھا کرتے تھے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے بارے میں ارشاد ہے کہ حذیفہ جب تم کو کوئی حدیث سنایا کریں تو اس کو صحیح سمجھا کرو۔

حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہما

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما پر پڑی تو آپ نے بے ساختہ دعا فرمائی۔ اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، آپ

بھی ان سے محبت کیجئے (ترمذی عن براءبن عازب)

حضرت اسامہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو دیکھا کہ آپ کی ایک ران پر حسن بیٹھے ہیں اور دوسری پر حضرت حسین، اور آپ فرما رہے ہیں، یہ دونوں میرے بیٹے ہیں یہ دونوں میرے نواسے ہیں اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں آپ بھی ان سے محبت کیجئے اور ان سے بھی محبت کیجئے جو ان سے محبت کرتا ہو۔

(ترمذی عن اسامہ بن زید)

ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا - حسین مجھ سے ہیں میں حسین سے ہوں اللہ اس سے محبت کرتا ہے جو حسین سے محبت رکھے، حسین میری اولاد میں سے ہیں۔

(ترمذی عن یعلی بن مرۃ)

ایک حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے (آپ کی گود میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ تھے) آپ نے ارشاد فرمایا۔ "میرا یہ بیٹا سردار ہوگا اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ میری امت کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا (ابوداؤد، عن ابی بکرہ)

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ حسن اور حسین جنت میں نوجوانوں کے سردار ہوں گے۔

(ترمذی عن ابی سعید الخدری)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ " خالد بن ولید اللہ کے بہت اچھے بندے ہیں یہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں۔ (ترمذی عن ابی ہریرہ)

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سچائی اور حق گوئی دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تنہا تمہاری ایک آدمی کی گواہی دو آدمیوں کی گواہی کے برابر ہے۔

(کنز العمال عن خزیمہ بن ثابت)

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ جس کے حق کے لئے یا جس کے خلاف خزیمہ گواہی دیدیں تو یہ کافی ہے۔ (ابونعیم، ابن عساکر عن خزیمہ بن ثابت)

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ

حضرت جبریل علیہ السلام جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انسانی روپ میں آتے تو اکثر حضرت دحیہ کلبی کی شکل میں آتے تھے (طبقات ابن سعد عن الشعبی مرسلاً)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت میں علم فرائض (ترکہ کا علم) سب سے زیادہ جاننے والے زید بن ثابت ہیں۔ (مستدرک عن انس بن مالک)

یہود سے خط وکتابت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سریانی زبان کی ضرورت پڑتی تھی حضرت زید بن ثابت کہتے ہیں کہ مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ زید تمہیں سریانی زبان آتی ہے۔ میں نے عرض کیا نہیں، آپ نے فرمایا کہ "سریانی سیکھو" چنانچہ میں نے سریانی سیکھنا شروع کی اور سترہ دن میں اچھی طرح سیکھ گیا۔ (ابن عساکر عن زید بن ثابت)

حضرت سالم مولی ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سالم اللہ تعالیٰ سے شدید محبت کرنے والے ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء عن عمر)

ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سالمؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں، جس نے میری امت میں تم جیسا شخص پیدا فرمایا۔ (مسند احمد عن عائشہ)

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ بلاشبہ سعد بہت غیرتمند آدمی ہیں اور میں ان سے زیادہ غیرتمند ہوں اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرتمند ہے۔ (بخاری، مسند احمد عن المغیرہ بن شعبہ)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سلمان ہم میں سے ہے وہ ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔ (طبرانی، مستدرک عن عمرو بن عوف)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ "سلمان اہل فارس میں سب سے پہلے جنت میں جانے والے ہوں گے (طبقات ابن سعد عن الحسن مرسلاً)

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہے تھے، کسی شخص نے پوچھا، یا رسول اللہ! کیا ہوا؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ میں فرشتے کو دیکھ رہا تھا کہ وہ سلمان کی نیکیاں لے کر اوپر جارہا ہے۔ (طبرانی، ابن عساکر عن ابی امامہ)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جو شخص کسی ایسے آدمی کو دیکھنا چاہے۔ جس کے قلب کو اللہ تعالیٰ نے نور سے منور فرمایا ہے۔ تو اس کو چاہیئے کہ سلمان فارسی کو دیکھ لے (ابن عساکر عن ابی ہریرہ)

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ "سلمان کا علم بہت وسیع ہے (ابن عساکر عن ابی صالح)

حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "صہیب سے ایسی محبت رکھو، جیسی ماں اپنے بیٹے سے رکھتی ہے۔" (مستدرک حاکم عن صہیب)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ "صہیب نے (ایمان لاکر دنیا ٹھکرا کر اور دین کے لئے قربانیاں دے دے کر) جو تجارت کی ہے وہ بہت کامیاب ہے۔ (مستدرک عن انس)

حضرت صدی بن عجلان ابوامامۃ رضی اللہ عنہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ " اے ابوامامہ! تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ (ابن عساکر عن ابی امامہ)

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "قیامت کے دن میری شفاعت کے اعتبار سے سب سے زیادہ خوش نصیب عباس ہوں گے (ابن عساکر عن ابن عمر)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ " بلاشبہ جبریل امین نے مجھ سے کہا ہے کہ جب عباس موجود ہوں تو میں آہستہ بولا کروں (کیونکہ وہ میرے چچا اور بزرگ ہیں) بالکل ایسے جیسے تم لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ میری موجودگی میں آہستہ بولا کرو۔ (ابن عساکر عن عائشہ)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں دعا فرمائی تھی کہ اللھم فقھہ فی الدین و علمہ التاویل ۔ یعنی اے اللہ تو اسے دین کی سمجھ دے اور اسے علم تفسیر عطا فرما۔ (مسند احمد، صحیح ابن حبان، طبرانی عن عبداللہ بن مسعود) چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت عباسؓ سے ارشاد فرمایا کہ " جب پیر کا دن آئے تو آپ میرے ہاں آیئے گا اور اپنے بیٹے عبداللہ کو بھی لایئے گا، میں اللہ جل شانہ سے ایک ایسی دعا مانگوں گا، جو آپ اور آپ کے بیٹے کو بہت فائدہ دے گی۔ حضرت عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا، پیر کے دن اپنے بیٹے کو لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ہم دونوں کو اپنے چادر میں سمولیا اور پھر دعا فرمائی ۔ اللھم اغفر للعباس و ولدہ مغفرۃ ظاھرۃ و باطنۃ لاتغادر ذنبا، اللھم احفظہ فی ولدہ ۔ یعنی اے اللہ تو عباس اور اس کے بیٹے کی ظاہری اور باطنی ہر طور پر مغفرت زیادہ ان کا کوئی گناہ ایسا نہ چھوڑ جسے تو معاف نہ کردے، اے اللہ تو عباس کو اپنے بیٹے کے معاملہ میں ہر دکھ سے محفوظ رکھ (ترمذی عن ابن عباس)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

حضرت حفصہؓ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن عمر کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا۔ تمہارا بھائی بہت نیک آدمی ہے (بخاری، مسلم، ترمذی عن عبد اللہ بن عمر)

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

ان کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح الفاظ میں جنت کی بشارت دی تھی جیسا کہ پیچھے گذر چکا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا تھا کہ "اے عبد اللہ! تم اسلام پر قائم ہو، اسی کے مطابق زندگی گذار رہے ہو، اور اسی پر تمہاری موت بھی آئے گی۔ (بخاری مسلم عن قیس بن عباد)

حضرت عبد اللہ بن قیس ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

یہ قرآن کریم کی بہت عمدہ تلاوت فرمایا کرتے تھے، ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا۔ کاش تم مجھے دیکھتے، میں رات کو کھڑا تمہارا قرآن سن رہا تھا۔ تمہیں تو آل داؤد کی خوبصورت آوازوں میں سے ایک آواز سے نوازا گیا ہے (مسلم عن ابی موسیٰ)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر میں کسی بھی شخص کو بغیر مشورہ کے امیر بناتا تو وہ عبد اللہ بن مسعود ہوتے۔ (ترمذی عن علی بن ابی طالب)

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ "میں اپنی امت کے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو عبد اللہ بن مسعود کو پسند ہو۔ (طبرانی ابن عساکر عن ابن مسعود)

ایک حدیث میں حضرت ابن مسعودؓ سے حضورؐ نے مخاطب ہو کر فرمایا "اللہ تم پر رحم کرے بلاشبہ تم صاحب علم، سمجھدار آدمی ہو۔" (مسند احمد عن ابن مسعود)

حضرت عبد الرحمٰن بن صخر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "ابوہریرہ علم کا خزانہ ہیں۔

(مستدرک عن ابی سعید الخدری)

ایک حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ! میں آپ کی حدیثیں سنتا ہوں، مگر یاد نہیں رہتیں۔ آپ نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ میں نے پھیلا دی۔ اس کے بعد آپ نے بہت ساری احادیث بیان فرمائیں۔ (پھر آپ نے چادر کو سمیٹا اور میرے سینے پر اسے لپیٹ دیا) اس کے بعد میں کبھی کوئی حدیث نہیں بھولا (ترمذی عن ابی ہریرہؓ)

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ " ہر امت کا ایک حکیم ہوتا ہے اور میری امت کے حکیم ابو ہریرہ ہیں ۔ (دیلمی عن ابن عباس)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ " عمار کے گوشت پوست میں ایمان رچا بسا ہے" (نسائی عن عمرو بن شرحبیل)

ایک مرتبہ حضرت عمارؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا " خوش آمدید " اچھے اور بہترین آدمی ۔ (ترمذی عن علی بن ابی طالب)

ایک حدیث میں ارشاد ہے " بہت سے پھٹے پرانے کپڑے والے ایسے لوگ ہیں جن کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا ، اگر وہ اللہ کو قسم دیدیں تو وہ اسے ضرور پوری کردے انہی میں سے ایک عمار بن یاسر ہیں (ابن عساکر عن عائشہ)

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ " جب کبھی بھی عمار کو دو چیزوں میں اختیار دیا جائے ۔ وہ مشکل چیز کو اختیار کرتے ہیں (ترمذی عن عائشہ) ان کے جفاکش اور محنتی ہونے کی طرف اشارہ ہے ۔

حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں ، جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے غنیٰ اور خیر سے پُر کردیا ہے ۔ انہی میں سے ایک عمرو بن تغلب ہیں (بخاری عن عمرو بن تغلب)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ " عمرو بن العاص قریش کے بھلے لوگوں میں سے ہیں (ترمذی عن طلحہ بن عبید اللہ)

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ عمرو بن العاص کا گھرانہ ایک اچھا گھرانہ ہے (مسند احمد عن طلحہ)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ عمرو بن العاص سمجھ دار اور سوجھ بوجھ والے آدمی ہیں (ابن عساکر عن طلحہ)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن العاص کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ۔ میں تمہارے مال و دولت پسند کرتا ہوں اچھا مال اچھے آدمی کے ساتھ ٹھیک ہوتا ہے ۔ (مسند احمد ۔ مستدرک ، حاکم عن عمرو بن العاص)

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ عمرو بن العاص سچے مسلمان ہیں ۔

(مسند احمد ترمذی عن عقبہ بن عامر)

حضرت عویمر بن عامر الانصاری ابو الدرداء رضی اللہ عنہ ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ابو درداء ایک ماہر شہسوار اور ایک اچھے انسان

ہیں۔ (کنز العمال عن شریح بن عبید)

حضرت قیس بن سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے قیس بن سعد کی سخاوت و فراخدلی کا تذکرہ کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا "سخاوت اس گھرانے کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ (کنز العمال عن جابر بن سمرہ)

حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ——————— کا ارشاد ہے۔ قبیصہ تم جس پتھر، درخت یا ٹیلے کے پاس سے گذرتے ہو وہ تمہارے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔

(مسند احمد عن قبیصہ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ معاذ کے (اخلاص اور اس کی نیکیوں کے) اوپر اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے فخر کرتے ہیں (مستدرک عن ابی عبیدہ)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ معاذ کی ہر ہر چیز ایمان کی دولت سے بھرپور ہے۔ (طبقات ابن سعد عن محمد بن عبداللہ)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ قیامت کے دن معاذ گروہ علماء کی سرداری کریں گے۔

(حلیۃ الاولیاء عن عمر)

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ، تمام لوگوں میں حلال وحرام کے مسائل سب سے زیادہ جاننے والے معاذ بن جبل ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء عن ابی سعید الخدری)

حضرت مغیرۃ ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ابوسفیان بن حارث میرے خاندان کے بہترین لوگوں میں سے ہیں۔ (طبرانی، مستدرک عن ابی حبۃ البدری)

حضرت منذر رضی اللہ عنہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ منذر! تمہاری دو عادتیں ایسی ہیں جن کو اللہ بہت پسند کرتا ہے ایک بردباری دوسرے دانشمندی۔ (ابن مندہ، ابونعیم عن جویریہ العصری)

یہ جو کچھ اوپر ذکر کیا گیا۔ یہ سینکڑوں احادیث میں سے چند ایک کا انتخاب ہے سب کا احاطہ ناممکن ہے اور نہ ہمارا موضوع۔ البتہ یہ اتنی کافی ہیں کہ [illegible] کسی حد تک صحابہ کے بارے میں حضورؐ کی رائے معلوم ہو جاتی ہے۔

نیز یہ جو کچھ گذرا، وہ انفرادی طور پر صحابہ کے بارے میں حضورؐ کے ارشادات تھے، آگے بعض وہ احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔ جن میں ایک ایک حدیث میں کئی کئی صحابہ کے فضائل بیان ہوئے ہیں۔

کئی صحابہ کے فضائل پر مشتمل احادیث

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "میری امت میں سب سے زیادہ شفقت کرنے والے ابوبکر ہیں اور اللہ کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخت عمر ہیں اور سب سے زیادہ حیا والے عثمان ہیں اور سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے علی ہیں اور حلال و حرام سے سب سے زیادہ واقف معاذ بن جبل ہیں اور میراث کے مسائل کے سب سے زیادہ عالم زید بن حارث ہیں۔ اور قرآن کے سب سے بڑے قاری ابی بن کعب ہیں اور ہر قوم کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح ہیں اور آسمان کے نیچے زمین کے اوپر ابوذر سے زیادہ زبان کا سچا کوئی نہیں، تقویٰ و طہارت میں یہ عیسیٰ (علیہ السلام) کے مشابہ ہیں۔ (ترمذی عن انس بن مالک)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ میری امت میں سب سے زیادہ شفقت کرنے والے ابوبکر ہیں اور سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے ابو عبیدہ بن جراح ہیں اور سب سے زیادہ سچی بات کرنے والے ابوذر ہیں اور حق کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخت عمر ہیں اور سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے علی ہیں۔ (ابن عساکر عن ابراہیم بن طلحہ)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ "اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح ہیں اور اس امت میں سب سے بہتر عبداللہ بن عباس ہیں۔" (خطیب بغدادی عن ابن عمر)

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ خالد بن ولید اللہ اور اس کے رسول کی تلوار ہیں اور حمزہ بن عبدالمطلب اللہ اور اس کے رسول کے شیر ہیں اور ابو عبیدہ بن جراح اللہ اور اس کے رسول کے امین ہیں اور حذیفہ بن یمان خدا کے خاص چنیدہ بندے ہیں اور عبدالرحمٰن بن عوف اللہ کے فضل فرمائے ہوئے خاص تاجروں میں سے ہیں (فردوس دیلمی عن ابن عباس)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ میری امت میں سب سے زیادہ شفقت کرنے والے ابوبکر ہیں اور میری امت میں امت کے لئے سب سے زیادہ نرم عمر ہیں اور سب سے زیادہ حیا والے عثمان ہیں اور سب سے زیادہ صحیح فیصلہ کرنے والے علی ہیں اور حلال و حرام سے سب سے زیادہ واقف معاذ بن جبل ہیں۔ قیامت کے دن وہ علماء کے سردار ہوں گے اور ان سے آگے آگے ہوں گے اور میری امت کے سب سے بڑے قاری ابی بن کعب ہیں اور میراث کے مسائل کے سب سے زیادہ عالم زید بن ثابت ہیں اور سب سے زیادہ عبادت گذار ابو درداء ہیں۔ (کنزالعمال عن جابر)

ایک اور حدیث میں یہ بھی اضافہ ہے کہ اور ابوہریرہ علم کا خزانہ ہیں اور سلمان فارسی بڑے عالم ہیں (کنز العمال عن ابی سعید)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ہر نبی کو اس کی امت میں سے سات محافظ دیئے گئے تھے اور مجھے چودہ دیئے گئے ہیں جو کہ یہ ہیں۔ علی، حسن، حسین، جعفر، حمزہ، ابوبکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، عمار، عبداللہ بن مسعود، مقداد، حذیفہ بن یمان (ترمذی، مستدرک عن علی بن ابی طالب)

ایک اور حدیث میں ہے کہ "مجھے نہیں معلوم کہ میں تم میں مزید کتنے عرصے رہوں۔ سو تم میرے بعد ان دونوں یعنی ابوبکر اور عمر کی اقتدا کرنا اور عمار کے طریقہ کو مضبوطی سے پکڑنا اور جو حدیث ابن مسعود تم کو سنائیں اس کو سچا سمجھنا (ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد عن حذیفہ)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ۔ اے جعفر تم شکل و صورت اور اخلاق میں مجھ سے سب سے زیادہ ملتے ہو، اور اے علی تم مجھ سے اور میں تم سے ہوں اور اے زید بن حارثہ تم ہمارے بھائی اور دوست ہو۔ (مسند احمد علی)

ایک اور حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ نے چار شخصوں سے محبت کا مجھے حکم دیا ہے اور بتایا ہے کہ وہ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ان کے نام ظاہر فرما دیجئے۔ فرمایا علی ان میں شامل ہیں۔ اس کو تین مرتبہ فرمایا اور (بقیہ حضرات) ابوذر، مقداد اور سلمان فارسی ہیں (ترمذی عن بریدہ)

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ "قرآن کریم چار آدمیوں سے سیکھو، عبداللہ بن مسعود، سالم، معاذ بن جبل اور ابی بن کعب (بخاری، مسلم، ترمذی، عن عبداللہ بن عمرو)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ "کیا خوب آدمی ہے ابوبکر، کیا خوب آدمی ہے عمر، کیا خوب آدمی ہے ابوعبیدہ بن جراح، کیا خوب آدمی ہے سید بن حضیر، کیا خوب آدمی ہے ثابت بن قیس کیا خوب آدمی ہے معاذ بن جبل، کیا خوب آدمی ہے عمرو بن الجموح کیا خوب آدمی ہے سہیل بن بیضاؓ (ترمذی، مستدرک عن ابی ہریرہ)

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ قیامت کے دن جنت کی طرف سبقت کرنے والے چار شخص ہیں۔ اہل عرب میں سبقت کرنے والا میں ہوں۔ اہل روم میں صہیب، اہل فارس میں سلمان اور اہل حبشہ میں بلال ہیں۔ (مستدرک عن انس)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ عبداللہ بن عمر خدا کے وفد میں سے ہیں عمار بن یاسر سابقین میں سے ہیں اور مقداد بن اسود مجتہدین میں سے ہیں۔ (فردوس دیلمی عن ابن عباس)

ایک حدیث میں ہے کہ اہل جنت میں سے خاص نوجوان پانچ ہیں، حسن حسین، عبداللہ بن عمر سعد بن معاذ اور ابی بن کعب۔ (فردوس دیلمی عن انس)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ "حبشیوں کے سردار چار ہیں۔ لقمان حبشی، نجاشی، بلال اور مہجع (ابن عساکر عن عبداللہ بن یزید مرسلا)

ایک حدیث میں ہے کہ جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت قریب آیا، تو لوگوں نے کہا کہ ہمیں کچھ نصیحت فرما دیجئے، آپ نے فرمایا مجھے اٹھا کر بٹھاؤ۔ چنانچہ آپ کو بٹھا دیا گیا پھر آپ نے فرمایا۔ علم و ایمان اپنی جگہ ہیں جو بھی انہیں ڈھونڈے گا پالے گا (اس کو تین مرتبہ فرمایا) پھر فرمایا کہ علم کو چار شخصوں کے پاس تلاش کرو۔ عویمر یعنی ابودرداء۔ سلمان فارسی، عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن سلام (ترمذی عن یزید بن عمیرہ)

ایک حدیث میں حضرت خثمہ بن سبرہ اپنا واقعہ سناتے ہیں کہ جب میں مدینہ آیا تو اللہ سے دعا مانگی کہ وہ مجھے کوئی صالح ہمنشین میسر فرمائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہؓ عطا فرمادیئے میں ان کے پاس آکر بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے کوئی صالح ہمنشین میسر فرمادے تو آپ میرے حصے میں آئے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا۔ تم کس شہر سے آئے ہو۔ میں نے عرض کیا کوفہ سے اور دین کی تلاش اور جستجو میں یہاں آیا ہوں فرمایا کیا تمہارے ہاں سعد بن مالک نہیں ہیں جو مستجاب الدعوات ہیں اور کیا عبداللہ بن مسعود نہیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا برتن وضو اور پاپوش رکھا کرتے تھے اور کیا حذیفہ نہیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدار ہیں اور کیا عمار بن یاسر نہیں ہیں جن کو حق تعالیٰ نے بزبان پیغمبر شیطان سے مامون قرار دیا ہے اور کیا سلمان فارسی نہیں ہیں جو دو کتابوں والے ہیں۔ (بخاری، مسلم، ترمذی عن خثمہ بن سبرہ) دو کتابوں سے مراد انجیل اور قرآن ہیں۔ نیز ان افراد کو شمار کرانے سے مقصد حضرت ابوہریرہؓ کا یہ تھا کہ کوفہ شہر میں بھی بڑے بڑے اکابر رہتے ہیں۔

ایک حدیث میں حضرت ابوموسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں کہ ہم جعرانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور حضرت بلالؓ آپ کے ساتھ تھے، اتنے میں ایک بدو آیا اور کہنے لگا۔ محمد، تم نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا نہیں کرتے" آپ نے فرمایا "بشارت لو" اس نے کہا۔ بشارت تو تو بارہا کہہ چکے، مجھے تو مال چاہیئے پس آپ غصہ میں میری اور بلال کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ اس نے بشارت کو رد کیا ہے لہذا تم دونوں بشارت لے لو ہم نے عرض کیا "ہم نے لے لی، اس کے بعد آپ نے پیالہ منگایا جس میں پانی تھا اور اس میں ہاتھ منہ دھو کر کلی ڈال دی پھر فرمایا۔ اس کو پی لو اور منہ اور سینے پر بھی ڈال لو۔ پس ہم نے پیالہ لیکر حسب ارشاد عمل کیا تو ام المومنین حضرت ام سلمہؓ نے پردے کے پیچھے سے پکارا کہ "اپنی ماں کے لئے بھی برتن میں کچھ بچا رکھنا۔ چنانچہ ہم نے ان کے لئے اس میں سے کچھ بچا رکھا (مسلم)

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہم
ترجمہ: ــــــــ مولانا عبداللہ میمن

واشنگٹن سے ایک سوال نامہ

اسلامی مرکز" واشنگٹن" کی طرف سے ۲۸ سوالات پر مشتمل ایک تفصیلی سوال نامہ "اسلامی فقہ اکیڈمی" جدہ کو موصول ہوا تھا۔ جو ایسے مسائل پر مشتمل تھا جن کے بارے میں یورپ اور امریکہ میں رہائش پذیر مسلمان تسلی بخش جواب کے طالب رہتے ہیں۔ "اکیڈمی" نے وہ سوال نامہ تحقیقی جواب کے لئے حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کی خدمت میں ارسال کر دیا۔ مولانا موصوف نے ان کا تفصیلی اور تحقیقی جواب عربی میں تحریر فرمایا جس کا اردو ترجمہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ (ادارہ)

سوال (۱) کسی غیر مسلم ملک مثلاً امریکہ یا یورپ کی شہریت اور نیشنلٹی اختیار کرنا کیسا ہے؟ اسلئے کہ جو مسلمان ان ممالک کی شہریت اختیار کر چکے ہیں، یا حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، ان میں سے بعض حضرات کا تو یہ کہنا ہے کہ انہیں ان کے مسلم ممالک میں بغیر کسی جرم کے سزائیں دی گئیں، انہیں ظلماً جیل میں قید کر دیا گیا، یا ان کی جائیدادوں کو ضبط کر لیا گیا وغیرہ جس کی بنا پر وہ اپنا مسلم ملک چھوڑ کر ایک غیر مسلم ملک کی شہریت اختیار کرنے پر مجبور ہوئے۔

اور دوسرے بعض مسلمانوں کا یہ کہنا ہے کہ جب ہمارے اپنے اسلامی ملک میں اسلامی قانون اور اسلامی حدود نافذ نہیں ہیں تو پھر اس میں اور ایک غیر مسلم ریاست میں کیا فرق ہے؟

اسلامی احکام کے عدم نفاذ میں تو دونوں برابر ہیں۔ جبکہ جس غیر اسلامی ملک کی شہریت ہم نے اختیار کی ہے۔ اس میں ہمارے شخصی حقوق یعنی جان و مال، عزت و آبرو، اسلامی ملک کے مقابلے میں زیادہ محفوظ ہیں اور ان غیر مسلم ممالک میں ہمیں بلا جرم کے جیل کی قید و بند اور سزا کا کوئی ڈر اور خوف نہیں ہے۔ جبکہ ایک اسلامی ملک میں قانون کی خلاف ورزی کئے بغیر بھی قید و بند کی سزا کا خوف سوار رہتا ہے۔

جواب: کسی غیر مسلم ملک میں مستقل رہائش اختیار کرنا اور اس کی قومیت اختیار کرنا اور اس ملک کے ایک باشندے اور ایک شہری ہونے کی حیثیت سے اس کو اپنا مستقبل مسکن بنالینا، ایک ایسا مسئلہ ہے جس کا حکم زمانہ اور حالات کے اختلاف اور رہائش اختیار کرنے والوں کی اغراض و مقاصد کے اختلاف سے مختلف ہو جاتا ہے۔ مثلاً

(۱) اگر ایک مسلمان کو اس کے وطن میں کسی جرم کے بغیر تکلیف پہنچائی جارہی ہو۔ یا اس کو جیل میں ظلماً قید کر لیا جائے یا اس کی جائیداد ضبط کر لی جائے اور کسی غیر مسلم ملک میں رہائش اختیار کرنے کے علاوہ ان مظالم سے بچنے کی اس کے پاس کوئی صورت نہ ہو۔ ایسی صورت میں اس شخص کے لئے کسی غیر مسلم ملک میں رہائش اختیار کرنا اور اس ملک کا ایک باشندہ بن کر وہاں رہنا بلا کراہت جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ اس بات کا اطمینان کرلے کہ وہ وہاں جاکر عملی زندگی میں دین کے احکام پر کاربند رہے گا اور وہاں رائج شدہ منکرات و فواحشات سے اپنے کو محفوظ رکھ سکیگا۔

(۲) اسی طرح اگر کوئی شخص معاشی مسئلہ سے دوچار ہو جائے اور تلاش بسیار کے باوجود اسے اپنے اسلامی ملک میں معاشی وسائل حاصل نہ ہوں حتی کہ وہ نان جویں کا بھی محتاج ہو جائے ان حالات میں اگر اس کو کسی غیر مسلم ملک میں کوئی جائز ملازمت مل جائے، جس کی بناء پر وہ وہاں رہائش اختیار کرلے تو مذکورہ بالا دو شرائط (جن کا بیان نمبر ایک میں گزرا) اس کو وہاں رہائش اختیار کرنا جائز ہے۔ اس لئے کہ حلال کمانا بھی دوسرے فرائض کے بعد ایک فرض ہے جس کیلئے شریعت نے کسی مکان اور جگہ کی قید نہیں لگائی بلکہ عام اجازت دی ہے کہ جہاں چاہو۔ رزق حلال تلاش کرو چنانچہ قرآن کریم کی آیت ہے۔

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي
مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِن رِّزْقِهِ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ ○

وہ ایسی ذات ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو مسخر کر دیا۔ اب تم اس کے راستوں میں چلو، اور خدا کی روزی میں سے کھاؤ اور اسی کے پاس دوبارہ زندہ ہو کر جانا ہے۔ (سورہ ملک: ۱۵)

(۳) اسی طرح اگر کوئی شخص کسی غیر مسلم ملک اس نیت سے رہائش اختیار کرے کہ وہ وہاں کے غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دیگا اور ان کو مسلمان بنائے گا، یا جو مسلمان وہاں مقیم ہیں ان کو شریعت کے صحیح احکام بتائے گا اور ان کو دین اسلام پر جمے رہنے اور احکام شرعیہ پر عمل کرنے کی ترغیب دیگا۔ اس نیت سے وہاں رہائش اختیار کرنا۔ صرف یہ نہیں کہ جائز ہے بلکہ موجب اجر و ثواب ہے چنانچہ بہت سے صحابہ اور تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اسی نیک ارادے اور نیک مقصد کے تحت غیر مسلم ممالک میں رہائش اختیار کی۔ اور جو بعد میں ان کے فضائل و مناقب اور محاسن میں شمار ہونے لگی۔

(۴) اگر کسی شخص کو اپنے ملک اور شہر میں اس قدر معاشی وسائل حاصل ہیں، جس کے ذریعہ وہ اپنے شہر کے لوگوں کے معیار کے مطابق زندگی گزار سکتا ہے۔ لیکن صرف معیار زندگی بلند کرنے کی غرض سے اور خوشحالی اور عیش و عشرت کی زندگی گزارنے کی غرض سے کسی غیر مسلم ملک کی طرف ہجرت کرتا ہے تو ایسی ہجرت کراہت سے خالی نہیں، اس لئے کہ اس صورت میں دینی یا دنیاوی ضرورت کے بغیر اپنے آپ کو وہاں پر رائج شدہ فواحشات و منکرات کے طوفان میں ڈالنے کی مترادف ہے اور بلا ضرورت اپنی دینی اور اخلاقی حالت کو خطرہ میں ڈالنا کسی طرح بھی درست نہیں اس لئے کہ تجربہ اس پر شاہد ہے کہ جو لوگ صرف عیش و عشرت اور خوشحالی کی زندگی بسر کرنے کے لئے وہاں رہائش اختیار کرتے ہیں، ان میں دینی حمیت کمزور ہو جاتی ہے چنانچہ ایسے لوگ کافرانہ محرکات کے سامنے تیز رفتاری سے پگھل جاتے ہیں۔

اسی وجہ سے حدیث شریف میں شدید ضرورت اور تقاضے کے بغیر مشرکین کے ساتھ رہائش کرنے کی ممانعت آئی ہے۔

چنانچہ ابو داؤد میں حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من جامع المشرک و سکن معہ، فانہ مثلہ

جو شخص مشرک کیساتھ موافقت کرے اور اس کے ساتھ رہائش اختیار کرے وہ اسی کے مثل ہے۔" (ابو داؤد۔ کتاب الضحایا)

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انا بریئ من کل مسلم یقیم بین أظھر المشرکین، قالوا یا رسول اللہ! لم؟ قال: لا ترا أی ناراھما

"میں ہر اس مسلمان سے بری ہوں، جو مشرکین کے درمیان رہائش اختیار کرے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا: یا رسول اللہ! اس کی وجہ کیا ہے آپ نے فرمایا: اسلام کی آگ اور کفر کی آگ دونوں ایک ساتھ نہیں رہ سکتی، تم یہ امتیاز نہیں کرسکوگے کہ یہ مسلمان کی آگ ہے یا مشرکین آگ ہے۔

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

"مختلف اہل علم نے اس قول کی شرح مختلف طریقوں سے کی ہے چنانچہ بعض اہل علم کے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ: مسلمان اور مشرک حکم کے اعتبار سے برابر نہیں ہو سکتے، دونوں کے مختلف احکام ہیں اور دوسرے اہل علم فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دارالاسلام اور دارالکفر دونوں کو علیحدہ علیحدہ کر دیا ہے، لہٰذا کسی مسلمان کے لئے کافروں کے ملک میں ان کے ساتھ رہائش اختیار کرنا جائز نہیں، اس لئے کہ جب مشرکین اپنی آگ روشن کریں گے۔ اور یہ مسلمان ان کے ساتھ سکونت اختیار کئے ہوئے ہوگا تو دیکھنے سے یہی خیال کریں گے یہ بھی انہیں میں سے ہے اور علماء کی اس تشریح سے یہ بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ اگر کوئی مسلمان تجارت کی غرض سے بھی دارالکفر جائے تو اس کے لئے وہاں پر ضرورت سے زیادہ قیام کرنا مکروہ ہے۔ (معالم السنن للخطابی ص ۴۳۷ ج ۳)

اور مراسیل ابوداؤد عن المکحول میں روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اپنی اولاد کو مشرکین کے درمیان مت چھوڑو۔"

(تہذیب السنن لابن قیم ص ۴۳۷ ج ۳)

اسی وجہ سے فقہاء فرماتے ہیں کہ صرف ملازمت کی غرض سے کسی مسلمان کا دارالحرب میں رہائش اختیار کرنا، اور ان کی تعداد میں اضافہ کا سبب بننا ایسا فعل ہے جس سے اس کی عدالت مجروح ہو جاتی ہے۔ (دیکھئے تکملہ ردالمحتار ج ۱ ص ۱۰۱)

⑤ پانچویں صورت یہ ہے کہ کوئی شخص سوسائٹی میں معزز بننے کے لئے اور دوسرے مسلمانوں پر اپنی بڑائی کے اظہار کے لئے غیر مسلم ممالک میں، رہائش اختیار کرتا ہے یا دارالکفر

کی شہریت اور قومیت کو دارالاسلام کی قومیت پر فوقیت دیتے ہوئے اور اس کو افضل اور برتر سمجھتے ہوئے ان کی قومیت اختیار کرتا ہے یا اپنی پوری عملی زندگی میں بود و باش میں ان کا طرز اختیار کرکے ظاہری زندگی میں ان کی مشابہت اختیار کرنے کے لئے اور ان جیسا بننے کے لئے وہاں رہائش اختیار کرتا ہے۔ ان تمام مقاصد کے لئے وہاں رہائش اختیار کرنا مطلقاً حرام ہے۔ جس کی حرمت محتاج دلیل نہیں۔

سوال (۲) جو مسلمان امریکہ اور یورپ وغیرہ جیسے غیر اسلامی ممالک میں رہائش پذیر ہیں ان کی اولاد کا اس ماحول میں پرورش پانے میں اگرچہ کچھ فوائد بھی ہیں۔ لیکن اس کے مقابلے میں بہت سی خرابیاں اور خطرات بھی ہیں خاص کر وہاں کے غیر مسلم یہود و نصاریٰ کی اولاد کے ساتھ میل جول کے نتیجے میں ان کی عادات و اخلاق اختیار کرنے کا قوی احتمال موجود ہے۔ اور یہ احتمال اس وقت اور زیادہ قوی ہو جاتا ہے، جب ان بچوں کے والدین ان کی اخلاقی نگرانی بے اعتنائی اور لاپرواہی برتیں یا ان بچوں کے والدین میں سے کسی ایک کا یا دونوں کا انتقال ہو چکا ہو۔

اب سوال یہ ہے کہ مذکورہ بالا خرابی کی وجہ سے ان غیر مسلم ممالک کی طرف ہجرت اور ان کی قومیت اختیار کرنے کے مسئلہ پر کچھ فرق واقع ہوگا؟ جبکہ دوسری طرف وہاں پر رہائش پذیر مسلمانوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ ہماری اولاد کو ان مسلم ممالک میں رہائش باقی رکھنے میں وہاں پر موجود کمیونسٹ اور لادینی جماعتوں کے ساتھ میل جول سے ان کے کافر ہو جانے کا خطرہ بھی لاحق ہے خاص کر اگر ان لادینی جماعتوں اور ان کے ملحدانہ افکار اور خیالات کی سرپرستی خود اسلامی حکومت کر رہی ہو۔ اور ان خیالات و افکار کو نصاب تعلیم میں داخل کرکے عوام کے ذہنوں کو خراب کر رہی ہو اور جو شخص ان خیالات کو قبول کرنے سے انکار کرے اس کو قید و بند کی سزا دے رہی ہو۔ ایسی صورت میں ایک اسلامی ملک میں رہائش اختیار کرنے سے ہماری اولاد کے عقائد کے خراب ہونے اور دین اسلام سے گمراہ ہونے کا احتمال اور قوی ہو جاتا ہے، ان حالات کی وجہ سے مذکورہ بالا مسئلہ میں کوئی فرق آئے گا؟

جواب:- ایک غیر مسلم میں مسلمان اولاد کی اصلاح و تربیت کا مسئلہ بہرحال! ایک سنگین اور نازک مسئلہ ہے، جن صورتوں میں وہاں رہائش اختیار کرنا مکروہ یا حرام ہے (جس کی تفصیل ہم نے سوال نمبر ایک کے جواب میں تفصیل سے بیان کی) ان صورتوں میں تو وہاں رہائش اختیار کرنے سے بالکل پرہیز کرنا چاہئے۔

البتہ جن صورتوں میں وہاں رہائش اختیار کرنا بلا کراہت جائز ہے ۔ ان میں چونکہ وہاں رہائش اختیار کرنے پر ایک واقعی ضرورت داعی ہے ۔ اس لئے اس صورت میں اس شخص کو چاہیئے کہ اپنی اولاد کی تربیت کی طرف خصوصی توجہ دے اور جو مسلمان وہاں پر مقیم ہیں ان کو چاہیئے کہ وہ وہاں ایسی تربیتی فضا اور ایک پاکیزہ ماحول قائم کریں ۔ جس میں آنے والے نئے مسلمان اپنے اور اپنی اولاد کے عقائد اور اعمال و اخلاق کی بہتر طور پر نگہداشت اور حفاظت کر سکیں ۔

والله اعلم بالصواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔

اما بعد !

میرے محترم دوستو اور بزرگو! اس وقت دنیا میں ہر شخص طرح طرح کے غموں اور پریشانیوں سے دوچار ہے کہیں شادی نہ ہونے کی پریشانی، کہیں میاں بیوی کے درمیان نااتفاقی کی پریشانی، کہیں اولاد کے نافرماں ہونے کی پریشانی، کہیں نئے نئے امراض کے شکار ہونے کی پریشانی، کہیں وبائی امراض کے پھیلنے کی پریشانی، کہیں عزت اور منصب نہ ہونے کی پریشانی، کہیں افلاس اور تنگی کی پریشانی، کہیں زلزلہ کہیں سیلاب اور قحط سالی کی پریشانی، نسلی اور لسانی فتنے فساد کی پریشانی، کہیں چوری اور ڈکیتی کی پریشانی۔

غرضیکہ ہر طرف خوف و ہراس، بدامنی اور شر و فساد کی گرم بازاری نے انسانی زندگی کو معطل کر دیا اور ہر شخص کے دل و دماغ کو مفلوج کر دیا۔ اس کا کیا سبب ہے؟ آخر ان تمام پریشانیوں اور مصائب میں مبتلاء ہونے کی کیا وجہ ہے؟ اور ان تمام پریشانیوں سے بچنے کا کیا راستہ ہے؟ ان پریشانیوں اور مصائب سے بچنے کے لئے ایک تو ہماری سوچ ہے کہ کوئی سوچتا ہے کہ ہماری حکومت کی خرابی ہے لہٰذا فوری طور پر حکومت تبدیل کرو اور اس کے لئے تن من کی بازی لگا دیتے ہیں لیکن کئی حکومتیں تبدیل کر کے دیکھ لیا۔ مگر مسئلہ جوں کا توں رہ جاتا ہے، کوئی سوچتا ہے کہ اس کا حل مزاروں اور درگاہوں کا طواف کرنا اور اس پر منت چڑھانا ہے اور اس میں اپنا جان و مال لٹا دیتا ہے لیکن مسئلہ پھر بھی حل ہوتا نظر نہیں آتا۔ پریشانی بجائے کم ہونے کے اور بڑھ جاتی ہے۔

بہر حال میں آپ حضرات کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ مالک کائنات خالق

دوجہاں مسبب الاسباب جو تمام مصائب اور پریشانیوں کا پیدا کرنے والا اور جن کو تمام پریشانیوں کے دور کرنے پر مکمل قدرت حاصل ہے۔ اس مالک حقیقی نے ان مصائب، اور آلام کا کیا سبب بیان فرمایا ہے؟ اور ان مصائب اور پریشانیوں سے بچنے کا کیا نسخہ کیمیا تجویز فرمایا ہے؟

ہم کیسے مسلمان ہیں؟

اگر ہم اس سلسلہ میں قرآن وحدیث کا مطالعہ کریں تو تمام تکالیف کا ایک ہی سبب نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے مسبب الاسباب خالق کائنات رب کریم کو ناراض کر رکھا ہے۔ ہماری حالت دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ جیسے ہم نے یہ عزم کر رکھا ہو کہ اللہ اور رسول کے ہر حکم کی مخالفت کرنا ہے، کہلانے تو ہم مسلمان ہیں مگر عملی میدان میں ہم نے سر سے پاؤں تک کہیں اسلام کو جگہ نہیں دی، ہمارے اٹھنا بیٹھنا، رہن سہن، چال چلن، وضع قطع، تہذیب وتمدن، شادی بیاہ اور زندگی کے دیگر معاملات میں اسلامی احکامات اور روایات کی پرواہ نہیں کیجاتی۔ اور ہر شعبہائے زندگی میں مغربیت کی پیروی کی لعنت ہم پر مسلط ہے ہم انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ اسلام صرف نام کا بطور لیبل کے رہ گیا ہے اور ہم ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتے رہتے ہیں پھر ہم چین وسکون اور آرام وراحت کے بھی خواہاں ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ناراض بھی کریں اور راحت وسکون بھی حاصل ہو۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا یہ اٹل فیصلہ ہے کہ جب تک مجھے ناراض رکھو گے میں چین وسکون تمہاری زندگی کے قریب آنے نہیں دوں گا۔ تمہیں طرح طرح کے عذاب پریشانی اور مصائب میں مبتلا رکھوں گا اور یہ دنیا میں بطور عبرت کے ہوگا اگر عبرت حاصل کر کے نافرمانی سے باز آگئے تو ٹھیک ہے، ورنہ آخرت میں عذاب الیم میں مبتلا کروں گا، جو کہ دائمی اور ابدی ہوگا۔

چنانچہ ارشاد باری ہے۔

ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیامۃ اعمی، قال رب لما حشرتنی اعمی وقد کنت بصیرا . قال کذلک اتتک ایتنا فنسیتہا وکذلک الیوم تنسی ، وکذلک نجزی من اسرف ولم یومن بایت ربہ ولعذاب الاخرۃ اشد وابقی ٥ (٢٠۔ ١٢٧)

ترجمہ :۔ اور جو شخص میری اس نصیحت سے اعراض کرے گا تو اس کے لئے تنگی کا جینا ہوگا اور قیامت کے روز ہم اس کو اندھا کر کے اٹھائیں گے وہ کہے گا کہ اے میرے رب آپ نے مجھکو اندھا کر کے کیوں اٹھایا؟ میں تو آنکھوں والا تھا، ارشاد ہوگا ایسے ہی تیرے پاس ہمارے احکام پہنچے تھے پھر تو نے ان

کا کچھ خیال نہ کیا، اور ایسے آج تیرا کچھ خیال نہ کیا جائے گا اور اسی طرح اس شخص کو سزا دیں گے جو حد سے گذر جائے اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لائے اور واقعی آخرت کا عذاب ہے بڑا سخت اور بڑا دیرپا۔

وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ

اور تم کو جو کچھ مصیبت پہنچتی ہے تو وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کئے کاموں سے اور بہت سے تو وہ درگذر ہی کر دیتا ہے۔"

اس آیت میں بھی یہی ارشاد ہے کہ اکثر بداعمالیوں سے تو وہ دنیا میں درگذر ہی فرمادیتے ہیں، دنیا میں جو مصائب نظر آ رہے ہیں وہ بعض گناہوں کی پاداش ہے اس کے باوجود دنیا میں اتنے مصائب، اتنی آفات اتنی پریشانیاں اس سے اندازہ لگالیں کہ ہمیں جتنی پریشانی ہے اس سے ہمارے گناہ ہزاروں درجے زیادہ ہیں۔

ظهر الفساد في البر والبحر بما كسبت ايدى الناس ليذيقهم بعض الذى عملوا لعلهم يرجعون ۝ (۳۰ - ۴۱)

"خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب بلائیں پھیل رہی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے بعض اعمال کا مزہ ان کو چکھا دے تاکہ وہ باز آجائیں۔

فائدہ:۔ اس آیت میں صریح فیصلہ مذکور ہے کہ بحر و بر یعنی سمندر اور خشکی میں آنے والی تمام آفات انسانوں کی بداعمالیوں کی پاداش ہے، پھر فرمایا کہ یہ پوری سزا نہیں بلکہ کچھ نمونہ ہے پوری سزا آخرت میں ملے گی، دنیا دارِ جزا نہیں، اس کے باوجود کچھ مزہ چکھا دیتے ہیں دنیا میں آفات و مصائب کے طوفان دیکھکر اندازہ لگائیے کہ یہ مصائب جبکہ پوری سزا نہیں تو بداعمالیوں اور گناہوں کی طغیانی کس حد تک ہے اور ان کی سزا کا کیا عالم ہوگا؟

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم!

عن جرير بن عبد الله، قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما من رجل يكون فى قوم يعمل فيهم بالمعاصى يقدرون على ان يغيروا عليه لا يغيرون الا اصابهم الله قبل ان يموتوا

(رواه ابوداود وابن ماجه وغيره كذا فى الترغيب)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کسی جماعت اور قوم میں کوئی شخص کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور وہ جماعت اور قوم باوجود قدرت کے اس شخص کو اس گناہ سے نہیں روکتی تو ان پر مرنے سے قبل دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ کا عذاب مسلط

ہو جاتا ہے۔

وعن معاذ بن جبل رضی اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ایاك والمعصیۃ فان بالمعصیۃ حل سخط اللہ (مشکوٰۃ)

گناہ سے بچ کیونکہ گناہ کیوجہ سے اللہ کی ناراضگی کا نزول ہو جاتا ہے۔

فائدہ :۔ آج کل جس قدر انسانوں کی بداعمالیاں بڑھتی جاتی ہیں اسی قدر مصیبتیں بھی بڑھ رہی ہیں کسی جماعت یا فرد سے مصیبتیں اس وقت تک رفع نہیں ہوں گی جب تک اللہ کی فرمانبرداری نہ کیجائے اور اس کی جناب میں عاجزی کے ساتھ نہ گڑگڑایا جائے۔

پانچ چیزیں

وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال اقبل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا معشر المہاجرین خمس خصال اذا ابتلیتم بھن واعوذ باللہ ان تدرکوھن لم تظھر الفاحشۃ فی قوم حتی یعلنوا بھا الا فشا فیھم الطاعون والاوجاع التی لم تکن مضت فی اسلافھم الذین مضوا ولم ینقص المکیال والمیزان الا اخذوا بالسنین وشدۃ المؤنۃ وجور السلطان علیھم ولم یمنعوا زکاۃ اموالھم الا منعوا القطر من السماء ولولا البھائم لم یمطروا ولم ینقض عھد اللہ و عھد رسولہ الا سلط اللہ علیھم عدوا من غیرھم فاخذوا بعض ما فی ایدیھم ومالم تحکم ائمتھم بکتاب اللہ تعالی ویتخیروا فیما انزل اللہ الا جعل اللہ باسھم بینھم (ابن ماجہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اے مہاجرین پانچ چیزوں میں جب تم مبتلا ہو جاؤ اور خدا نہ کرے کہ تم مبتلا ہو جاؤ (گو پانچ چیزیں بطور نتیجہ ضرور ظاہر ہوں گی پھر ان کی تفصیل فرمائی کہ) جب کسی قوم میں کھلم کھلا بے حیائی کے کام ہونے لگے تو ان میں ضرور طاعون اور ایسی ایسی بیماریاں پھیل پڑیں گی جو ان کے باپ دادوں میں کبھی نہیں ہوئیں۔ اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرنے لگے گی تو قحط اور سخت محنت اور بادشاہ کے ظلم کے ذریعہ ان کی گرفت کی جائے گی اور جو لوگ اپنے مالوں کی زکوٰۃ روک لیں گے ان سے بارش روک لی جائے گی (حتی کہ) اگر چوپائے (گائے، بیل،

گدھا، گھوڑا وغیرہ) نہ ہوں تو بالکل بارش نہ ہو اور جو قوم اللہ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑے گی خدا ان پر غیروں میں سے دشمن مسلط فرمائے گا جو ان کی بعض مملوکہ چیزوں پر قبضہ کرلے گا اور جس قوم کے باقتدار لوگ اللہ کی کتاب کے خلاف فیصلے دیں گے اور احکام خداوندی میں اپنا اختیار و انتخاب جاری کریں گے تو وہ خانہ جنگی میں مبتلا ہوں گے (ابن ماجہ)

فائدہ:- اس حدیث پاک جن گناہوں اور معصیتوں پر ان کے مخصوص نتائج کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اپنے نتائج کے ساتھ اس زمین پر بسنے والے انسانوں میں موجود ہیں لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اس حدیث سے نصیحت حاصل کریں اور گناہوں سے مکمل احتراز کریں۔

جس طرح ہمیں قرآن وحدیث کے ان واضح ارشادات سے تمام مصائب وتکالیف کے اسباب حقیقی انسان کی بداعمالیاں، احکام خداوندی سے روگردانی، دنیا طلبی، آخرت سے بیفکری معلوم ہوئے اسی طرح قرآن وحدیث نے تمام مصائب وتکالیف سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ بھی بتادیا جس کو اختیار کرکے ہم روزمرہ کی زندگی میں خوف وہراس، افلاس وتنگی، شر وفتنہ اور بدامنی کے کڑوے گھونٹ نگلنے کی بجائے دنیا اور آخرت میں چین وسکون، آرام وراحت کی زندگی گزار سکیں وہ راستہ یہ ہے کہ ہم اپنی بداعمالیوں کو چھوڑ دیں اور اللہ تعالیٰ سے خوب توبہ اور استغفار کریں اور زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام معلوم کرکے اس کے مطابق زندگی گزاریں اور اسلام کو ہر شعبہائے زندگی کے لئے مکمل نظام حیات سمجھکر اسی کی اشاعت اور سربلندی کے لئے تن من دھن کی بازی لگادیں۔ غرضیکہ اگر ہم نے تمام گناہوں کو چھوڑکر اللہ تعالیٰ کو راضی کرلیا۔ فکر آخرت پیدا کرلی اور دنیا سے بے رغبتی اختیار کرلی تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ آخرت میں تو خوشگوار زندگی عطا فرمائیں گے اس کے علاوہ دنیا میں بھی چین وسکون آرام وراحت کی وہ خوشگوار زندگی دیں گے جو گناہگاروں کو کبھی خواب میں بھی نصیب نہیں ہوتی چنانچہ ارشاد باری ہے

الذین امنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب، الذین امنوا وعملوا الصلحت طوبیٰ لھم وحسن ماٰب ○ (۱۳-۱۹)

وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔ خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کے لئے خوشحالی اور نیک انجامی ہے۔

فائدہ:- اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ خواہ مالی پریشانی ہو، یا جسمانی کوئی مرض

ہو یا کوئی دشمن مسلط ہو یا کوئی حادثہ ہو، کسی بھی قسم کی کوئی پریشانی ہو، سب پریشانیوں کا علاج ایک مالک کو راضی کرلینا ہے اس لئے ہمیں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرنا چاہئیے۔

من عمل صالحا من ذکر او انثیٰ وھو مؤمن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ

ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون (۱۶-۹۷)

جو شخص کوئی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ——— صاحب ایمان ہو تو ہم اس شخص کو بالطف زندگی دیں گے اور ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ان کا اجر دیں گے۔

فائدہ :- اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر آپ دو کام کرلیں، ایمان ہو اعمال صالحہ ہوں، اس پر اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ یقیناً پرسکون زندگی عطا فرمائیں گے اس آیت میں تین تاکیدیں ہیں لام تاکید، یا نون ثقیلہ اور قسم، لام تاکید جواب قسم پر داخل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ جس نے ہمیں راضی کرلیا اسے ہم یقیناً یقیناً ہر پریشانی سے نجات دیں گے اور پرسکون زندگی عطا فرمائیں گے۔

وقولہ تعالیٰ۔ ولو ان اھل القری امنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکات من السماء والارض ولکن کذبوا فاخذنھم بما کانوا یکسبون (۷-۹۶)

اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور گناہوں سے پرہیز کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھولدیتے۔ لیکن انہوں نے تو تکذیب کی، تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا۔

فائدہ :- اس آیت سے معلوم ہوا کہ طاعت سے طرح طرح کی برکت ہوتی ہے۔

وقولہ تعالیٰ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ؕ

جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے نجات کی شکل نکالدیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہے۔

وقولہ تعالیٰ ومن یتق اللہ یجعل لہ من امرہ یسرا (۶۵-۴)

جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ تعالیٰ اس کے ہر کام میں آسانی کردے گا۔

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لزم الاستغفار جعل اللہ

لہ من کل ضیق مخرجا ومن کل ھم فرجا ورزقہ من حیث لا یحتسب"

جو شخص استغفار میں لگا رہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر دشواری سے نکلنے کا راستہ بنادیں گے اور ہر فکر کو ہٹا کر کشادگی عطا فرمادیں گے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیں گے جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہوگا (احمد وابوداؤد)

فائدہ ۵۵:- ان آیات اور احادیث میں مصائب اور آفات سے نجات کا طریقہ اور پریشانیوں کا علاج گناہوں سے توبہ واستغفار اور تقویٰ بیان فرمایا ہے۔

اشکال: کسی کو میری باتوں سے اشکال ہو سکتا ہے کہ اگر واقعی تمام مصائب اور تکالیف کا سبب انسان کی بداعمالیاں ہیں تو ہم تو بہت سے ایسے لوگوں کو بھی مصائب میں مبتلا دیکھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کوئی نافرمانی نہیں کرتے اور ہر وقت توبہ استغفار اور اللہ تعالیٰ کی طاعت اور عبادت میں زندگی گذارتے ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ واقعی ظاہری طور پر اللہ تعالیٰ کے بہت سے برگزیدہ نیک بندے بھی مصائب و تکالیف میں مبتلا نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں ان کو اس ظاہری تکالیف میں بھی وہ راحت وسکون محسوس ہوتا جو اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کو کبھی خواب میں بھی نصیب نہیں ہوتا اس کی وجہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر جو تکلیفیں آتی ہیں اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر وثواب اور رفع درجات کے بڑے بڑے وعدے ہیں تو اللہ والوں کی نظر بجائے تکالیف کے ____________ ان وعدوں پر ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان کو عین تکلیف کے وقت راحت وسکون محسوس ہوتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اسباب اور نسخہ میں کوئی اشکال نہیں رہا۔ افسوس ہے کہ آج مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے ایسے صریح ارشادات پر بھی اعتماد نہیں آتا، یا اللہ ہم سب کے قلوب میں وہ صلاحیت عطا فرما کہ تیری ذات پر ہمارا اعتماد بحال ہو جائے، ہمارے قلوب کے زنگ کو دور کردے، ہماری بے اعتمادی کو اعتماد سے بدل دے، جن لوگوں نے جن گناہوں کے بارے میں یہ طے کر رکھا ہے کہ نہیں چھوڑیں گے اُن گناہوں کے بارے میں ان کے قلوب کی کیفیت بدل دے۔ ہمیں عزم وہمت عطا فرما، فکر عطا فرما بلند ارادہ عطا فرما ہمارے دلوں میں آج سے ہر گناہ چھوڑنے کا عزم عطا فرما، توبہ کی توفیق عطا فرما۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ وصحبہ اجمعین آمین برحمتک یا ارحم الراحمین ○۔

باپردہ عورتوں کی فضیلت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت چھپاکر رکھنے کی چیز ہے اور بلاشبہ جب وہ اپنے گھر سے باہر نکلتی ہے تو اُسے شیطان تکنے لگتا ہے، اور یہ بات یقینی ہے کہ عورت اُس وقت سب سے زیادہ اللہ سے قریب ہوتی ہے جبکہ وہ اپنے گھر کے اندر رہوتی ہے۔ (الترغیب والترھیب)

اِسلام نے عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اپنے گھر کے اندر رہیں اگر کسی مجبوری کی وجہ سے گھر سے نکلنا ہو تو خوب زیادہ پردے کا اہتمام کرے، خوشبو لگا کر نہ نکلے اور راستہ کے درمیان نہ چلے، نگاہیں نیچی رکھے، بن ٹھن کر نہ نکلے۔

نام کتاب : **فیض الغفور**

تالیف : مولانا محمد ادریس صاحب مدظلہم   صفحات : ۴۰۰ . قیمت ۴۰/- روپے

ناشر : ادارہ تبلیغ اسلام - صادق آباد -

پیش نظر کتاب، عرفان واحسان کے سلسلہ میں ان غلط فہمیوں کا ازالہ کرنیکا باعث معلوم ہوتی ہے جو شریعت کے اصول وقواعد سے کماحقہ واقفیت نہ ہونے سے پیدا ہوتی رہی ہیں - اخلاص اور احسان کی قلبی کیفیات پیدا کرنا شرعی مطلوب ہے اور اس کے حصول کی مجرب اور نافع تدابیر اختیار کرنا ناگزیر ہے مگر بعض حضرات نے مقصد سے ہی انکار کردیا اور بعض نے طریقوں اور علاج کے مختلف انداز کو ہی شریعت کا اصل مقصد سمجھ لیا۔

لیکن ایسے حضرات بھی بفضلہ تعالیٰ موجود چلے آرہے ہیں جو افراط وتفریط سے پاک معتدل راستہ اختیار کرتے ہیں خود بھی منزل تک رسائی حاصل کرتے ہیں اور دوسروں کے لئے مینارۂ نور ثابت ہوتے ہیں اسی سلسلہ کی ایک کڑی مؤلف محترم ہیں - اللہ تعالیٰ ان کے فیوض وبرکات سے امت مسلمہ کو تادیر مستفید فرمائیں۔

موصوف نے اپنے تجربہ اور مشاہدہ سے تصوف کے بارے میں پائے جانے والے تاثرات میں جن باتوں کو قابل اصلاح اور جن پہلوؤں کو قابل توجہ سمجھا اس کو آسان انداز سے تحریری شکل میں مرتب فرماکر عوام الناس کی رہبری کا سامان فراہم کردیا - فیض الغفور اسی مجموعہ کا نام ہے - جواب تیسری مرتبہ مزید ترمیم واضافے کیساتھ عمدہ کاغذ پر اچھی طباعت اور خوبصورت جلد کیساتھ شائع ہوا ہے - اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ سے زیادہ استفادے کی توفیق عنایت فرمائیں آمین -

(ر - ح - ص)

FABRICS

حکیم الامت حضرت تھانوی کے منتسبین و متعلقین کیلئے
خوشخبری
حکیم الامت مجدد الملۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کی تالیفات
سے دورِ حاضر کے انسانوں کی اصلاح کا جو عظیم الشان کام ہوا ہے اور بفضلہ تعالیٰ اب بھی ہو رہا ہے اس کا
تقاضا یہی ہے کہ حضرت والا کی تمام تالیفات مواعظ و ملفوظات مسلسل طبع ہو کر لوگوں کے مطالعہ میں آتی
رہیں۔ اس مقصد کیلئے بہت سے ادارے مصروفِ کار ہیں۔
لیکن ایک عرصہ سے اسکی بھی ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ حضرت تھانوی قدس سرہ کی وہ
تحریریں جو کہ کم یاب یا نایاب ہو چکی ہیں۔ انہیں اپنی اصلی ہیئت کے ساتھ دوبارہ ہدیۂ ناظرین کیا
جائے۔ بحمد اللہ اس ذمہ داری کو پورا کرنے کیلئے ادارہ "اشرف العلوم شعبہ دار العلوم
کراچی" کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جو نایاب کتابوں کی طباعت کا انتظام کیا کرے گا، اور
ان کتابوں کی اشاعت دار العلوم ہی کے دوسرے شعبے مکتبہ دار العلوم کے ذریعے ہوگی۔
ادارہ ھٰذا نے اپنی خشتِ اول کے
طور پر شائقین و طالبین کیلئے ایک
مجموعہ جو تین قسم کے ملفوظات پر مشتمل ہے
اور اس کا لقب خود حضرت الاقدس
سرہ نے
"جدید ملفوظات"
رکھا تھا شائع کر کے کام کا آغاز
کر دیا ہے۔
علم و عرفان کے تشنگان اپنی سیرابی کیلئے درج ذیل پتہ سے اس کتاب کو حاصل کر سکتے ہیں نیز ناظرین سے اسکی
گذارش ہے کہ اگر انکے علم میں حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی کا کوئی نایاب قلمی مسودہ یا طبع شدہ نایاب
تالیف ہو تو ادارہ ھٰذا کو عاریۃً طبع جدید کیلئے عنایت فرما دیں اس کا اجر بھی انشاء اللہ ان کے اعمال حسنہ میں جمع
ہو کر ذخیرہ سعادت دآخرت کا ہوگا۔
ناظم ادارہ اشرف العلوم شعبہ دار العلوم کراچی
کتاب منگوانے کا پتہ: مکتبہ دار العلوم کراچی
ڈاکخانہ دار العلوم کراچی ۱۴